ویدک ادب

اور

اُردو

ڈاکٹر اے مالوی

ویدک ادب اور اُردو

سب کتابوں کے کھُل گئے معانی

جب سے دیکھی نظیر دل کی کتاب

نظیر اکبرآبادی

VADIC ADAB AUR URDU

(Literary Criticism and Research)

by

Dr. AJAI MALVIYA

اشاعت اوّل : ۲۰۰۹ء
تعداد اشاعت : ایک ہزار
قیمت : دوسو روپے (Rs. Two Hundred only)
ناشر : ڈاکٹر اجے مالوی
۱/۱۲۷۸ مالوی نگر، الہ آباد، (یو۔پی) ۲۱۱۰۰۳
فون نمبر: ۰۵۳۲-۲۴۱۳۵۵۹، ۰۹۳۳۵۶۹۷۸۹۴

Dr. Ajai Malviya
1278/1,Malviya Nagar, Allahabad, (U.P)211003
Phone No.0532-2413559, 09335697894

مطبع : انصاری آفسٹ، الہ آباد
کتابت : کنہیا جی مالوی
سرورق : شاداب مسیح الزماں، الہ آباد

سروج شنکر پبلیکیشنز، ۱/۱۲۷۸ مالوی نگر، الہ آباد ۲۱۱۰۰۳ یو۔پی (انڈیا)

انتساب

ترا حسن نورِ اولیٰ تری شان بیکراں تجلّیِ اعظم — تری عطا آفتابِ آگہی ترا عشق بیکراں بحرِ اعظم

حقِ اعظمٰی کو براُفگندۂ نقاب دیکھا — نورِ کبریٰ کو بر افگندۂ غیاب دیکھا

محترم **نظام صدّیقی** اکیسویں صدی کے مابعد جدید تناظر میں تخلیقیت سریز، نئے عہد کی تخلیقیت سریز اور نئے عہد کی شعری تخلیقیت کے اولین بنیاد گزار ہیں۔ وہ نئی نسل کے ممتاز ترین ناقد، محقق، ادیب اور کثیر السان دانشور ہیں۔ وہ بیک وقت فرانسیسی، انگریزی، اُردو اور ہندی میں خامہ فرسائی کرتے رہے ہیں۔ نظام صاحب بنیادی طور پر خلوتِ راز گاہ کے عارف ہیں۔ گو وہ اپنی خود آگہی اور آفاق آگہی کے باعث کامیاب افسانہ نگار اور ڈرامہ نگار بھی رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کی بڑی زبانوں کے اعلیٰ درجہ کے مستند، معتبر اور موقر مترجم تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ اُردو، ہندی اور دوسری ہندوستانی زبانوں کے بھی تراجم خصوصی طور پر فرانسیسی اور انگریزی میں بھی کرتے رہے ہیں۔ میں اپنی اس تحقیقی کاوش کو ان کے گرامی قدر نام سے معنون کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

ڈاکٹر اجے مالوی

ہمہ رُخی روشنی کا مینار

فہرست

Prof. Dr. Gopi Chand Narang
Former President, Sahitya Akademi
Emeritus Professor
University of Delhi

Residence :
D-252 Sarvodaya Enclave
New Delhi 110 017
Tel. : 26511460, 26568956. Mob : 981011 2543 . E-mail : narang_5@yahoo.cc

وید نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے قدیم ترین مذہبی اور تہذیبی صحیفے ہیں۔ اردو میں ہندو مذہب کے قدیم متون کے تراجم پر ماضی میں کچھ لوگوں نے جزوی طور پر توجہ کی تھی لیکن ادھر ڈاکٹر اجے مالوی نے خود کو اس موضوع کے لیے پوری طرح وقف کر دیا ہے۔ زیر نظر کتاب 'ویدک ادب اور اردو' اس سلسلے کی تیسری اہم کڑی ہے۔ اس سے پہلے وہ 'اردو میں ہندو دھرم' اور 'شری مد بھگوت گیتا (نغمۂ یزدانی)' شائع کر چکے ہیں۔ انھوں نے اردو کے قومی اور بین الاقوامی تمام ذخائر کا احاطہ کرتے ہوئے نہ صرف مآخذ اور تراجم کے بارے میں امکانی حد تک معلومات فراہم کر دی ہیں بلکہ وہ ہندوؤں کے قدیم مذہبی ادب کے پارکھ اور ترجمان کی حیثیت سے بھی سامنے آئے ہیں۔ زیر نظر کتاب ویدوں سے جڑے ہوئے ادب یعنی اپنشدوں سے متعلق ہے۔ ڈاکٹر اجے مالوی نے مستند و معتبر تشریحی کتابیات پیش کرتے ہوئے 64 نادر و نایاب متون کی نشاندہی کی ہے اور ساتھ ساتھ ویدک ادب اور اپنشدوں کے سلسلوں کا بھرپور تحقیقی و علمی تعارف بھی کرایا ہے۔ ان کے کام کے پیش نظر ڈاکٹر اجے مالوی کو اب اس اہم موضوع کا ماہر خصوصی سمجھنا چاہیے اور ان کی سعی و جستجو کی قدر افزائی کرنی چاہیے۔

گوپی

(گوپی چند نارنگ)

Website : www.gopichandnarang.com

ویدک ادب اور اُردو پر ایک نظر

'ویدک ادب اور اُردو' عنوان کی تصنیف نوجوان ادیب اے جے مالوی نے سنسکرت، انگریزی، اُردو اور ہندی ماخذوں کے حوالوں سے پیش کی ہے۔ اس تصنیف میں ان ماخذوں کے ذریعہ ویدی ادب کی خصوصیات کو واضح کرنے کی کامیاب تر کوشش کی گئی ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ ویدوں کو دنیا میں قدیم ترین آسمانی صحیفوں کا درجہ دیا جاتا ہے۔ رگ وید مذہبی آسمانی صحیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی صحیفہ ہے اور شعری محاسن سے بھرپور صحیفہ ہے۔ اس میں شعریات ،لسانیات، مکالمات، فکشن اور حقیقی تخلیقیت کے اولین بے مثل عناصر دستیاب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اعتبار سے بھی رگ وید کا تجزیہ ہونا چاہئے۔ سام وید، یجر وید اور

اتھرووید میں جن موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اُن کا بھی بھرپور تجزیہ وقت کا تقاضہ ہے۔ اُردو میں ایسے تجزیے موجود نہیں ہیں۔ اجے مالوی ایسے تجزیے پیش کر سکتے ہیں۔ اتھرورشی نے مٹّی سے جڑی ہوئی شعری تخلیقات اتھرووید میں پیش کی تھیں۔ ایسے میں جب کہ اُردو میں لوک ادب کی شناخت ابھی گھٹنوں کے بل چل رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس ضمن میں بھی اجے مالوی سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔

رگ وید کے زمانے میں انسان اور فطرت کے درمیان بہت قریبی تعلق تھا۔ یہی سبب ہے کہ سادہ زندگی اور فطرت کے مظاہر سے روحانی تعلق نے رگ ویدی انسان کو روحانی طمانیت بھی عطا کی تھی۔ آج کے دور کا انسان اس الوہی دولت سے محروم اس لیے ہے کہ اُس نے فطرت کے مظاہر کو تباہ کرنے میں زیادہ دلچسپی لی ہے۔ اجے مالوی اس حوالے سے بھی مزید روشنی ڈال سکتے ہیں۔

رگ وید کے اشلوکوں اور اتھرووید کے اشلوکوں کو تخلیق کرنے میں رچاؤں (شعری نغمہ) کا بھی بڑا کردار تھا۔ یہ رچائیں اونچی ذاتوں اور پس ماندہ طبقات سے بھی تعلق رکھتی تھیں۔ اُن کے بارے میں مزید لوازمے کی فراہمی بھی اجے مالوی کر سکتے ہیں۔

'اُردو' لفظ کی ابتدا کے بارے میں جو انکشافات اجے مالوی نے کیے ہیں۔ وہ حیرت زدہ کرنے والے ہیں اور اُن سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے کہ علمی مباحث میں اس کی گنجائش رہتی ہے۔ یہ ایک طرح سے اجے مالوی کی کامیابی بھی ہے کیوں کہ اگر کوئی مبحث متنازعہ ہو جاتا ہے تو علمی، تحقیقی اور تنقیدی مباحث کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔

بہر حال یہ تحقیق حقیقت قابلِ ستائش ہے کہ اُردو میں ویدوں اور اُردو اصطلاح کے آغاز کے ضمن میں باقاعدہ تحقیقی تعارف کی یہ بڑی مستحسن کوشش ہے۔ جس کے لیے اجے مالوی کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ اُمّید ہے کہ اجے مالوی ویدوں اور ان کی ذیلی تصانیف کے بارے میں سطور بالا میں کی گئی توقعات کے حوالے سے برابر خامہ فرسائی کرتے رہیں گے۔

عنبر بہرائچی

ماہرِ سنسکرت شعریات

کنوینر، ساہتیہ اکیڈمی، نئی دھلی

باب اوّل

اگر یہ کہا جائے تو شائد غلط نہ ہوگا کہ وید صرف سناتن دھرم کا ہی اولین صحیفہ نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب کے صحائف میں سب سے قدیم ترین درجہ رکھتا ہے۔ وید کی نہ صرف مقامی، قومی بلکہ عالمی مکاشفاتی معنویت اور اہمیت ہے۔ جو انسانی تخلیق نہیں ہے بلکہ یہ آسمانی صحیفہ ہے اور ہندوستانی تہذیب و ثقافت میں اس کو مرکزی روحانی قدر و منزلت حاصل ہے۔ یہ ہندوستان کی تمام جمالیات، قدریات، قدسیات اور الوہیات کا منبع نور ہے۔ دُنیا کی تمام زبانوں کی طرح اُردو زبان میں بھی وید کے تراجم ہوئے اور خوب ہوئے۔ اُردو زبان میں دستیاب ویدک ادب پر مشتمل مطبوعات کی تعداد ۶۴ ہے۔ ان تراجم کا تجزیہ کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ ویدک ادب پر تعارفی گفتگو کی جائے۔

اگر یہ کہا جائے تو شائد غلط نہ ہوگا کہ وید صرف سناتن دھرم کا ہی اولین صحیفہ نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب کے صحائف میں سب سے قدیم ترین درجہ رکھتا ہے۔ وید کی نہ صرف مقامی، قومی بلکہ عالمی مکاشفاتی معنویت اور اہمیت ہے۔ جو انسانی تخلیق نہیں ہے بلکہ یہ آسمانی صحیفہ ہے اور ہندوستانی تہذیب و ثقافت میں اس کو مرکزی روحانی قدر و منزلت حاصل ہے۔ یہ ہندوستان کی تمام جمالیات، قدریات، قدسیات اور الوہیات کا منبع نور ہے۔ دُنیا کی تمام زبانوں کی طرح اُردو زبان میں بھی وید کے تراجم ہوئے اور خوب ہوئے۔ اُردو زبان میں دستیاب ویدک ادب پر مشتمل مطبوعات کی تعداد ۶۴ ہے۔ ان تراجم کا تجزیہ کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ ویدک ادب پر تعارفی گفتگو کی جائے۔

وید کے معانی و مفاہیم

لفظ 'وید' (वेद) سنسکرت کے لفظ 'وِدْ' سے مشتق ہے۔ جس کے معنی علم کے ہیں۔ ہندی و سنسکرت کے لغات میں وید کے معانی علم، مذہبی علم، مکمل علم، ہندوؤں کے مذہبی صحائف (رگ وید، یجروید اور سام وید ہیں۔ انھیں 'ترئی' (त्रयी) کہتے ہیں لیکن بعد میں اتھروید کو اس میں شامل کرلیا گیا) مراد لیے جاتے ہیں۔[1]

سوامی پربھوپاد لکھتے ہیں:

"وید کا مطلب ہے علم۔ جو علم آپ حاصل کرتے ہیں وہ وید ہے کیوں کہ ویدوں کی تعلم ابتدائی علم ہے۔"[2]

آچاریہ رگھوناتھ وناٹک دھلیکر لکھتے ہیں کہ:

"ویدوں میں برہما کا عظیم علم بھرا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کبھی ختم نہ ہونے والا علم ہے، برہما کے ساتھ علم ہے۔ وید لفظ 'وِدْ' سے مشتق ہے۔ وید کے معنی علم ہے۔"[3]

وشمبھر ناتھ ترپاٹھی لکھتے ہیں کہ:

''وِدلفظ بکے معنی ہیں جاننا۔ اس طرح وید لفظ سے مراد علم کے ہیں۔ جن صحیفوں میں علم ظاہر ہوا وہ وید کے نام سے مشہور ہوئے۔ ہندوستانی سماج کی نظروں میں منتروں اور براہمنوں کے یکجا ہونے کو وید کہا گیا ہے۔''[۴]

نارائن سوامی لکھتے ہیں کہ:

''تین طرح کے منتر ہونے کی وجہ سے 'وید ترئی' کہا جاتا ہے یا پھر ویدوں میں علم، عمل اور عبادت، تین طرح کے فرائض بیان ہونے کی وجہ سے اسے 'وید ترئی' کہتے ہیں۔''[۵]

وید لفظ کی تشریح کرتے ہوئے سوامی دیانند سرسوتی لکھتے ہیں کہ:

''جن سے سبھی انسان صحیح علم کو جانتے ہیں۔ حاصل کرتے ہیں۔ سوچتے ہیں۔ عالم ہوتے ہیں۔ صحیح علم حاصل کرنے کے لیے گہرائی میں جاتے ہیں۔ ان کو وید کہتے ہیں۔''[۶]

ڈاکٹر راج بلی پانڈے لکھتے ہیں کہ:

''منتروں اور براہمنوں کا نام وید ہے۔''[۷]

ڈاکٹر شکیل الرحمٰن 'وید' لفظ کے معانی پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وید کے معنی علم کے ہیں۔ مقدس علم 'وید' چار ہیں۔ رگ وید۔ سام وید۔ یجر وید۔ اتھرووید۔''[۸]

'وید' ہندو مذہبی صحیفہ ہے۔ وید انسانی تخلیق نہیں ہے بلکہ یہ خدائی علم ہے۔

وید کو کئی رشیوں نے مل کر تخلیق کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برہما جی نے پہلے رشیوں سے ویدک علم کو حاصل کیا اور وید ویاس نے رشیوں کی سنہتاؤں کو یکجا کر کے ترتیب دینے کا کام کیا۔

سوامی پربھوپاد لکھتے ہیں کہ:

''ویدوں کو ماں مانا جاتا ہے اور برہما کو دادا کہا جاتا ہے۔ پیش رو باپ۔ کیوں کہ انھوں نے سب سے پہلے ویدک علم سیکھا تھا۔ شروع میں پہلی زندہ مخلوق برہما تھے۔ انھوں نے ویدک علم حاصل کیا اور نارد اور دوسرے شاگردوں اور بیٹوں کو دیا۔ انھوں نے پھر اپنے شاگردوں کو سکھایا۔ اس طرح شاگردانہ جانشینی سے سلسلہ در سلسلہ یہ علم چلا آیا۔ بھگوت گیتا میں بھی اس کی تصدیق کی گئی ہے کہ ویدک علم اس طریقے سے سمجھا گیا ہے۔[9]

چاروں ویدوں کو ہندو سماج میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ وید الہامی کتاب ہے۔ اسی وجہ سے ویدک ادب کو ''شرتی'' (سنا ہوا) کہتے ہیں۔ کائنات کی تخلیق کرنے سے قبل خدا نے اگنی رشی کو رگ وید، وایو رشی کو یجر وید، آدتیہ رشی کو سام وید اور انگرا رشی کو اتھر وید کی تعلیم دی۔ انھیں چاروں رشیوں نے ان ویدوں کو آپس میں مل کر چاروں ویدوں کا علم حاصل کیا اور انھیں سب سے پہلے برہما کو سنایا۔

ڈاکٹر غیاث الدین محمد عبدالقادر ندوی لکھتے ہیں:

''وید ہندوؤں کی قدیم ترین مذہبی دستاویز ہیں۔ ان کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی فرد واحد کی تصنیف یا تالیف نہیں

ہیں بلکہ مختلف رشیوں پر مختلف حالات اور واقعات میں الہام کے
ذریعہ نازل ہوئی ہیں۔'' ۱۰

ڈاکٹر شکیل الرحمٰن ویدوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' ویدوں کی روشنی سے اس دُنیا اور اس کائنات کی خوبصورتی کا
احساس اور زیادہ ہوتا ہے۔'' ۱۱

آچاریہ رگھوناتھ وناٹک دھلیکر اپنے خیالات و تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

'' ہزاروں رشیوں نے جو منتر دیکھا۔ انسانوں سے سنا اور سنتے
ہیں کافی سے۔ وہ کہہ دیا اور اس وجہ سے وید منتروں کے مجموعہ کو
شرتی کہتے ہیں۔'' ۱۲

سوامی پربھو پاد لکھتے ہیں کہ:

'' وید انسانی علم کی تالیف نہیں ہیں۔ ویدک علم روحانی دنیا سے آیا
ہے۔ بھگوان کرشن سے ویدوں کا دوسرا نام شُرت اس علم سے
متعلق ہے جو سن کر حاصل کیا گیا ہے۔ یہ تجرباتی علم نہیں ہے۔
شُرت کو ماں کی مانند سمجھا جاتا ہے۔ ہم اپنی ماں سے کتنا علم
حاصل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر تم جاننا چاہو کہ تمہارا
باپ کون ہے، تمہیں کون بتا سکتا ہے۔ تمہاری ماں اگر ماں کہتی
ہے 'تمہارا باپ یہ ہے۔' تمہیں ماننا پڑے گا۔'' ۱۳

عمادالحسن آزاد فاروقی لکھتے ہیں:

''جو مذہبی ادب اس روایت کے زیر اثر وجود میں آیا۔ وہ سب کا سب ویدک ادب میں شامل ہے اور وید کہلانے کا مستحق ہے۔ برہمنی مت اور اس کی جانشین ہندومت کے مذہبی ادب میں وید کو ایک مخصوص مقام حاصل ہے اور اس کو شرتی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ویدک ادب کو شرتی (الہامی) قرار دینے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس میں شامل مذہبی حقائق کو کسی کی تخلیق نہیں سمجھا جاتا۔ وید کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں بیان کردہ سچائیاں ابدی حقائق ہیں، جو اپنا ایک الگ لازوال وجود رکھتی ہیں۔ قدیم رشیوں (روحانی شخصیتوں) نے اپنے اعلیٰ روحانی مقامات کی بنا پر ان سچائیوں کو سن لیا تھا اور پھر ان کو الفاظ کا جاما پہنا دیا۔ اسی لیے ویدک ادب کو شرتی، سنا ہوا (الہامی) مانا گیا ہے اور یہ خدایا انسان کا تصنیف کردہ نہیں ہے۔''[۱۴]

مہرشی دیانند لکھتے ہیں کہ:

''وید خدا کے ذریعہ لکھے گئے۔''[۱۵]

وشمبھر ناتھ ترپاٹھی لکھتے ہیں کہ:

''ویدوں کو کئی رشیوں نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں یاد رکھا اور اسے اپنے شاگردوں کو دے دیا۔ یہ رواج ہندوستان میں لکھنے سے قبل تک جاری رہا۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ وید مختلف

سمتوں میں تقسیم ہوا۔"[16]

آچاریہ رگھوناتھ دھلیکر وید کی تخلیق کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ہزاروں رشیوں نے الگ الگ جس حقیقت کو محسوس کیا اور دیکھا ویسا ہی انھوں نے عوام کو دے دیا۔ اسی وجہ سے رشی لوگوں کو وید کے منتروں کا درشٹا (دیکھنے والے) کہتے ہیں۔ حقیقت انسانوں کے ذریعہ گڑھی نہیں جاتی۔ حقیقت ہمیشہ روشن آنکھوں یا علم کی ہی آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے۔ دُنیا کی سبھی عظیم شخصیتوں نے اس بات کی توضیع کی ہے۔ انھوں نے بار بار اپنے شاگردوں سے کہا ہے کہ خدا نے جیسا دیکھا ویسا ہی ہم نے کہا۔ جو ہم دیکھتے ہیں وہ ہماری رائے یا دل ودماغ کی پیداوار نہیں ہے۔"[17]

ان تمام مصنفوں کی آرا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وید الہامی کتاب ہے جسے مختلف رشیوں نے مل کر مرتب کیا ہے۔ ویدوں سے متعلق محققین وناقدین کی آرا الگ الگ ہے: مثلاً

"۲۰۰ سال قبل سنسکرت کے دانشور میکسمولر نے جب ویدوں کو پڑھنا شروع کیا تھا تب انھوں نے لکھا تھا کہ 'ویدوں کے منتر کسی بچّے کی توتلی بولی ہے' اور یورپ کے محققین اور دانشوروں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ 'ویدوں کے منتر گڑریوں کے گیت ہیں۔' ۵۰

سال تحقیق کرنے کے بعد میکسمولر لکھتا ہے کہ "۵۰ سال کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ یورپ کے دانشوروں کو کئی صدیاں لگ جائیں گی، تب وہ کہیں ویدوں کو سمجھ پائیں گے۔" ۱۸

ویدوں کی تخلیق کا زمانہ

وید کی تخلیق کب اور کیسے ہوئی، یہ سوال اہم ہے۔ اس سلسلے میں مصنّفوں کی آراء حسب ذیل ہیں:

سوامی دیانند سرسوتی لکھتے ہیں کہ:

"ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار دو سو چھیتّر (۱۹۶۰۸۵۲۹۷۶) سال ویدوں اور کائنات کی پیدائش کے ہو گئے ہیں۔"[۱۹]

شری رام دھاری سنگھ دنکر لکھتے ہیں کہ:

"ہندوستان میں لکھنے کا فن ۱۸۰۰ ق۔م میں شروع ہوا اور سنہتائیں (संहिताये) لکھی جانے لگیں۔ مگر وید جن سنہتاؤں میں ہمیں ملتے ہیں اُن کو ترتیب دینے کا کام کرشن دوپائن ویاس

نے کیا جو مہابھارت کے زمانہ میں بقید حیات تھے۔ مہابھارت
کی جنگ ۱۴۰۰ ق۔م میں ہوئی اور اس سے چار سو سال قبل وید کو
تیار کیا جانے لگا۔ اس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ منتر ۲۵۰۰ ق۔م
میں بننے لگے تھے جو ۱۸۰۰ ق۔م کے قریب وید سنہتا میں لکھی
جانے لگے اور ۱۴۰۰ ق۔م میں وید ویاس نے سنہتاؤں کو مکمّل
کیا۔"[۲۰]

شری رام داس گون ویدوں کی تخلیق کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے
لکھتے ہیں کہ:

"اربوں سال کی تہذیب سے لے کر سات آٹھ ہزار سال کی
تہذیب تک ویدوں کے منتروں کے سنے یا دیکھے جانے اور لکھے
جانے کا بہت لوگوں کا خیال ہے۔"[۲۱]

شری بال گنگادھر تلک لکھتے ہیں کہ:

"برہمن صحائف ۴۵۰۰ ق۔م میں لکھے گئے۔ سارے منتر ایک
ساتھ نہیں بنے۔ رشیوں اور ان کے خاندان والوں نے ہزاروں
سالوں میں منتر بنائے۔ اس طرح کچھ منتر تو دس ہزار سال کے
ہیں۔ کچھ سات یا ساڑھے سات ہزار سال کے ہیں۔ تمام
قدیم رچائیں رگ وید کی ہیں۔"[۲۲]

وید کی تخلیق کے سلسلے میں مصنّفوں کی آراء سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ
وید آسمانی صحیفہ ہے۔ وید مقدّس کسی ایک شخص کی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ تمام

رشیوں کی کاوش کا یہ نتیجہ ہے۔ وید کی تخلیق کا کوئی مخصوص عہد نہیں ہے بلکہ مختلف ادوار میں اس کی تخلیق ہوتی رہی ہے۔ پنڈت رام دھاری سنگھ دنکر کا خیال ایک حد تک صحیح معلوم ہوتا ہے کہ وید کی تخلیق تقریباً ۲۵۰۰ قبل مسیح تک ہوتی رہی ہے۔ ان ساڑھے سات سو برسوں کے درمیان تقریباً تین سو رشیوں نے وید کے منتروں کی تخلیق کی ہے۔

ویدوں کا خاکہ

موجودہ دور میں ویدوں کی تعداد چار ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

(۱)	رگ وید	(۲)	یجر وید
(۳)	سام وید	(۴)	اتھرووید

یگیہ (قربانی) کو کرنے کے لیے چار (ऋत्विजों) رتوجوں یعنی پروہتوں پنڈتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو حسب ذیل ہیں:

(۱)	ہوتا (होता)	(۲)	ادھریو (अधरयू)
(۳)	ادگاتا (उदगाता)	(۴)	برھما (ब्रहमा)

ا۔ ہوتا:

ہوتا سے مراد بلانے والا ہے۔ یگیہ کے موقع پر خاص دیوتا کے حمد والے منتروں کو پڑھ کر 'ہوتا' اس دیوتا کو بلانے کا اہتمام کرتا ہے۔ رگ وید میں 'ہوتا' کے منتر پائے جاتے ہیں۔

۲۔ادھریو:

ادھریو کا مقصد یگیہ کو پورا کرنے والا ہے۔ اس طرح کے منتروں کو یجروید میں یکجا کیا گیا ہے۔

۳۔ادگاتا:

ادگاتا (उदगाता) سے مراد ترنّم سے گانے والا ہے۔ ایسے منتروں کو سام وید میں درج کیا گیا ہے۔

۴۔برہما:

برہما کا کام یہ ہے کہ وہ صدارت کرتے ہوئے یگیہ کا معائنہ کرے۔ برہما ہی چاروں ویدوں کا عالم ہے۔ ایسے منتروں کو اتھروو وید میں شامل کیا گیا ہے۔
شری رام داس گون لکھتے ہیں کہ:

''رگ وید ہوتا کے لیے ہیں۔ یجروید ادھریو کے لیے ہیں۔
سام وید ادگاتا کے لیے اور اتھروو وید برھما کے سلسلے میں ہیں۔''[۲۳]

چار حصّوں میں ویدک ادب کو تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ ویدک ادب حسب ذیل ہیں:

(۱) سنہیا (۲) برہمن
(۳) آرنیکا (۴) اُپنشد

۱۔ سنہتا:

سنہتا ویدک ادب کا اولین حصہ ہے۔ جس کے منتر خاص طور سے آریائی دیوتاؤں کی شان میں کہے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں اس میں بھجنوں اور گیتوں کا بھی بیان ملتا ہے۔

۲۔ براہمن:

دوسرے حصے کا نام براہمن ہے۔ جس میں مذہبی رسم ورواج، آدابِ زندگی، یگیہ اور ہون کے طور طریقے کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ آرنیکا:

تیسرے حصے کو آرنیکا کہا جاتا ہے۔ اس جُز میں مذہبی اور سرّی رجحانات کے بیان تفصیل سے پائے جاتے ہیں۔

۴۔ اُپنشد:

اُپنشد کو ویدانت کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ویدک ادب کا آخری حصہ ہے۔ ان ویدوں پر تقریباً ایک ہزار ایک سو اسّی (۱۱۸۰) شاکھائیں اُپنشدوں کی سنسکرت میں طبع ہو چکی ہیں لیکن عہدِ حاضر میں اُپنشد کی بارہ شاکھائیں ملتی ہیں۔ جو حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ایشاواسیہ (ईषावास्य) (۲) کین (केन)

(۳) کٹھ (कठ) (۴) پرشن (प्रश्न)

(۵) منڈک (मुण्डक) (۶) مانڈوکیہ (माण्डूक्य)

(۷) تیتریہ (तैत्तिरीय) (۸) ایتریہ (ऐतरेय)

(۹) چھاندوگیہ (छान्दोग्य) (۱۰) برہدارنیک (बृहदारण्यक)

(۱۱) کوشیتکی (कौषीतकि) (۱۲) شویتاشوتر (श्वेतासूत्र)

مکتوپنشد (मुक्तिकोपनिषद) کے مطابق ایک سو آٹھ اُپنشد ہیں۔ یہ اُپنشد مذہبی سوالات اور جوابات پر مبنی ہیں جو خفیہ مجالس میں اُٹھائے گئے ہیں۔ چاروں ویدوں کے چار اُپ وید بھی ہیں۔ رگ وید کا آیوروید، یجر وید کا دھنر وید، سام وید کا گاندھر وو ید اور اتھر وو ید کا شلپ وید (शिल्पवेद) یا شوکرم شاشتر ہے۔

رگ وید

وید چار ہیں۔ ان میں رگ وید سب سے قدیم اور اہم ہے۔ قبل مسیح کی صدیوں میں رگ وید کی اکیس (۲۱) سمتیں تھیں، لیکن موجودہ دور میں صرف شاکل سنہتا ہی ملتی ہے۔ اس کے علاوہ واشکل(वाश्कल)، آشولائن(आश्वलायन)، شانکھائن (शांखायन) اور مانڈوکیہ(माण्डूक्य) کا بھی بیان ملتا ہے۔ پنڈت بھگود دت نے رگ وید کی ۲۷ شاکھاؤں کا بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"مدگل (मुदगल)، گالب (गालब)، شالی (शालीय)، واتسیہ (वात्स्य)، روشری (रौशिरि)، بودھیہ (बौध्य)، اگنی ماٹھر (अग्निमाठर)، پراشر (पराशर)، جاتو کرنیہ (जातूकर्ण्य)، شانکھائن (शांखायन)، آشو لائن (आश्वलायन)،

کوشیتکی (कौषीतकि)، مہا کوشیتکی (महाकौषीतकि)،
شامویہ (शाम्व्य)، مانڈوکیہ (माण्डूक्य)، وھورچ (वह्वृच)،
پینگیہ (पैंगय)، اُدّالک (उद्दालक)، شت بلاکش (शतवलाक्ष)،
گج (गज)، واشکلی (वाष्कलि)، ایتریہ (ऐतरेय)، وششٹھ (वशिष्ठ)،
سُلبھ (सुलभ)، شونک (शौनिक)۔"٢٤

رگ وید کی شاکل سنہتا میں ١٠٢٨ سوکت (सूक्त) ہیں۔ شاکل سنہتا کو دو حصّوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلا منڈل، دوسرا انوواک (अनुवाक) یا ورگ (वर्ग)۔ جس کے مطابق اس میں ١٠ منڈل، ٨٥ا انوواک اور ٢٠٠٨ ورگ ہیں۔ دوسری تقسیم کے مطابق اس میں ٨ اشٹک (अष्टक)، ٦٤ ابواب اور ١٠٢٨ سوکت ہیں۔ ہر سوکت کے رشی، دیوتا اور چھند مختلف ہیں۔ تاریخی نقطۂ نظر سے رگ وید کی تخلیق آریوں نے پنجاب میں کی تھی۔ اس سنہتا کا مجموعہ 'ہوتا' نام کے رتوک (ऋत्विक) کے لیے کیا گیا ہے۔

وشمبھر ناتھ ترپاٹھی لکھتے ہیں کہ:

"رگ وید کے مطابق دیوں کی تعداد ٣٣ ہے۔ اتھروید بھی اس تعداد کو صحیح مانتا ہے۔ دوسری جگہوں پر رگ وید میں دیوں کی تعداد ٣٣٣٩ بتلائی گئی ہے۔ شت پتھ (शतपथ) اور ایتریے (ऐतरेय) براہمن دیوں کو تین حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان میں آٹھ وسوگن (वसुगण)، گیارہ رودرگن (रूद्रगण) اور بارہ

آدتیہ گن (आदित्यगण) کا بیان کیا گیا ہے۔"[۲۵]

پنڈت شری رام شرما لکھتے ہیں کہ:

"رگ وید کو تین سو رشیوں نے تصنیف کیا۔ اس کے منتر بنائے اور دوسرے ویدوں کے منتر بنائے اور انھیں لکھا۔"[۲۶]

ڈاکٹر شکیل الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

"ویدوں میں مختلف دیوتاؤں کا ذکر ہے لیکن یہ سب دیوتا ایک روشنی یعنی معبودِ حقیقی کے مختلف پہلو ہیں۔ خالق کائنات کو رشیوں نے مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔ 'اگنی' وہی ہے اور 'یم' بھی وہی ہے۔ اُپنشدوں میں یہ خیال اور زیادہ مضبوط ہو گیا ہے اور زیادہ واضح ہو گیا ہے۔ پرماتما جیو، آتما، خالق اور مخلوق کا تصوّر ایک جیسا ہے۔ انسان کی روح ترقی کر کے اپنے مقام کو پہچان لیتی ہے۔ روح لازوال ہے۔ روح مختلف پیکروں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔"[۲۷]

دیوتاؤں کے راجہ اندر اور اگنی کو رگ وید میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ رگ وید میں اندر کی خوبیوں کے متعلق تقریباً ڈھائی سو سوکت لکھے گئے ہیں۔ اندر کو خاص طور سے بارش کا دیوتا مانا جاتا ہے۔ پنڈت وشمبھر ناتھ ترپاٹھی لکھتے ہیں کہ:

"تلک ہل برانت (तिलकहिलब्रांत) اور دانڈیکر (दांडेकर) اندر کو روشنی کا دیوتا تسلیم کرتے ہیں اور اسے آفتاب سے تعبیر کرتے ہیں۔ رگ وید کا ۸/۹۱ سوکت جس قصّے کا بیان کرتا ہے

اس میں اندر کو چرم مرض کو دور کرنے والا کہا گیا ہے۔ میکڈونل (McDonell) اور کیتھ (Keith) وغیرہ دوسرے مغربی دانشور اندر کو سب سے پہلے بارش اور بعد میں جنگ کا دیوتا مانتے ہیں۔"[۲۸]

یجر وید

ویدوں میں یہ دوسرا وید ہے۔ اس وید کی تخلیق رگ وید کی رچاؤں سے ہوئی ہے۔ اس کے منتر رگ وید سے مختلف ہیں۔ اس وید کی چھ سو (۶۰۰) سمتیں تھیں لیکن موجودہ دور میں اس وید کی صرف دوسنہتا ئیں ملتی ہیں۔ پہلی سنہتا کا نام تیتریہ(तैत्तरीय) اور دوسری سنہتا کا نام واجسنیی (वाजसनेयी) ہے۔ تیتریہ سنہیا کو کرشن اور واجس نیی سنہتا کو شکل یجرویدئی(शुक्ल यर्जुवेदीय)سنہتا بھی کہتے ہیں۔ تیتریہ سنہتا سب سے قدیم ہے۔ دونوں سنہتاؤں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن منتر نمبر مختلف ہیں۔ تیتریہ سنہتا دس کانڈوں، ۴۴ ادھیاؤں، ۶۵۱ انوواکوں اور ۲۱۹۸ کنڈکاؤں (منتروں) میں تقسیم ہے۔ ایک کنڈکا میں قانون کے مطابق ۵۵ الفاظ ہوتے ہیں۔ یجرویدکی تخلیق کے متعلق پنڈت وشمبھر ناتھ ترپاٹھی لکھتے ہیں کہ:

"دانشوروں کا کہنا ہے کہ یجر وید کی تخلیق اس وقت ہوئی، جب کورو پانچال ریاست میں پہنچ چکے تھے۔"[۲۹]

شری رام داس گون لکھتے ہیں کہ:

"متسیہ پران کے مطابق تریتا جگ میں ایک ہی وید تھا۔ وہ تھا یجر وید" ۳۰

سام وید

ویدوں میں یہ تیسرا وید ہے اور اس میں ۱۵۴۹ منتر ہیں۔ آچاریہ رگھوناتھ ونائک دھلیکر لکھتے ہیں کہ:

"سام وید ویدوں کا مہکتا ہوا پھول ہے۔ سام کے معنی گائی جانے والی رچا (منتر) ہے۔" ۳۱

وشمبھر ناتھ ترپاٹھی لکھتے ہیں کہ:

"گیے منتروں کو سام کہتے ہیں۔ سام وید میں کل ۱۵۴۹ رچائیں (منتر) ہیں، جن میں ۷۸ کو چھوڑ کر سبھی رگ وید سے لی گئی ہیں۔" ۳۲

سام وید کی ہزار شاکھاؤں (سمتوں) کا بیان ملیا ہے لیکن موجودہ دور میں صرف آٹھ شاکھائیں ملتی ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) اسورایئیہ (असुरायणीय) (۲) واسورایئیہ (वासुरायणीय)

(۳) وارتانتویے (वार्तान्तवेय) (۴) پرانجل (प्रांजल)

(۵) رگ ورن بھیدا (ऋगवर्णभेदा) (۶) پراچین یوگیہ (प्राचीनयोग्य)

(۷) گیان یوگیہ (ज्ञानयोग)　　(۸) رانایئیہ (राणायनीय)

رانایئیہ (राणायनीय) کی نوشاکھائیں (سمتیں) ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) شاٹیایئیہ (शाटयायनीय)　　(۲) شاتول (शात्वल)

(۳) مودگل (मुदगल)　　(۴) خلول (खल्वल)

(۵) مہاخلول (महाखल्वल)　　(۶) لانگل (लांगल)

(۷) کوتھم (कौथुम)　　(۸) گوتم (गौतम)

(۹) جیمنی (जैमनीय)

پر پاٹھک ہیں۔ اس میں ۷۵ کو چھوڑ کر سبھی رگ وید سے لی گئی ہیں۔ اس وید کے زیادہ تر منتر گائے جانے والے ہیں۔ ان منتروں کو یگیہ کے موقع پر دیوتاؤں کو بلانے کے لیے ایک آواز میں گایا جاتا ہے۔ سام وید کے متعلق شری رام داس گون لکھتے ہیں کہ:

"اس سنہتا کے سبھی منتر گائے جانے والے ہیں۔ ان کا نام سام وید ہے۔ جن یگوں میں سوم رس کام میں لایا جاتا تھا یعنی سوم یگوں میں گانے والوں کا یہ فرض تھا کہ وہ سام گان کریں۔ اس سنہتا کی تین سمتیں پائی جاتی ہیں۔ کوتھمی (कौथुमी) گجرات میں، جیمنیی (जैमनीय) کرناٹک میں اور رانایئیی مہاراشٹر میں۔"[۳۳]

اتھرووید

چاروں ویدوں میں اتھرووید کا شمار سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ اتھرووید کے نام کے سلسلے میں شری رام داس گون لکھتے ہیں کہ:

"اس وید کو اتھرو (अथर्व) نام کے رشی نے دیکھا۔ اسی وجہ سے اس کا نام اتھرووید پڑا۔ برہما کے لیے یہ وید کام میں آتا ہے۔ جس طرح یجروید کو آدھویرن (आध्वर्यन) کہتے ہیں۔ اسی طرح اس کو برہم وید کہتے ہیں۔" ۴۴؎

اتھرووید سنہتا کی ۹ شاکھائیں ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) پیپلاد (पैप्पलाद)   (۲) شونکیئی (शौनकीय)
(۳) دامود (दामोद)   (۴) توترائن (तोत्रायन)
(۵) جامل (जामल)   (۶) برہم پالاش (ब्रहमपलाश)
(۷) کنخا (कुनखा)   (۸) دیودرشی (देवदर्शी)
(۹) چرن ودیا (चरणविद्या)

لیکن موجودہ دور میں صرف شونک اور پیپلاد شاکھائیں ہی ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ تیتریک کی دو قسمیں ہیں۔ اوکھیہ (अवखेय) اور کانڈیکیہ (काण्डिकेय)۔ اس میں کانڈیکیہ پانچ حصّوں میں منقسم ہے۔ جو حسب ذیل ہیں:

(۱) آپستمب (आपस्तम्ब)　(۲) بودھائن (बोधायन)

(۳) ستیہ واچی (सत्यवाची)　(۴) ہرنیہ کیشی (हिरण्यकेशी)

(۵) اوگھیے (औघेय)

ڈاکٹر راج بلی پانڈے لکھتے ہیں کہ:

"اتھر وید کے منتروں کی تعداد باون ہزار تین سو (۵۲۳۰۰) ہے، جس کا بہت تھوڑا حصّہ آج کل دستیاب ہے۔ اس کی نو متیں (شاکھائیں) تھیں۔ پیپل، دانت، پردانت، سنات (स्नात)، سوتن (सौत्न)، برھم داول (ब्रहमदावल)، شونک (शौनिक)، دیو درشنی (देवीदर्शनी) اور چرن ودیا۔"[۳۵]

اس میں سے صرف شونک اور پیپلا د شاکھائیں ہی رہ گئی ہیں۔ اس میں ۲۰ کانڈ ہیں۔ اتھر وید میں دشمنوں کو مصیبت میں ڈالنے، اپنی حفاظت کرنے اور پریشانیوں کو دور کرنے والے منتر پائے جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ تانترک (तांत्रिक) عبادت اسی سے پیدا ہوئی ہے۔ اتھر وید کے براہمن کا نام گوپتھ (गोपथ) ہے۔ پنڈت وشمبھر ناتھ ترپاٹھی لکھتے ہیں کہ:

"اتھر وید میں ۲۰ کانڈ، ۳۴ ذیلی ابواب، ۱۱۱ انوواک، ۷۳۱ (سات سو اکتیس) سوکت اور ۵۸۳۹ (پانچ ہزار آٹھ سو انتالیس) منتر ہیں۔ ان منتروں میں بارہ سو منتر رگ وید سے لیے گئے ہیں۔"[۳۶]

ڈاکٹر راج بلی پانڈے اتھر وید کے کانڈوں اور منتروں کی تعداد پر روشنی ڈالتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ:

" اتھروویدکی سنہتا یعنی منتر حصّے میں بیس کانڈ ہیں۔ اس میں سات سو ساٹھ (۷۶۰) سوکت اور چھ ہزار منتر ہیں۔
انوواکوں کی تعداد ۸۰ ہے۔"[۲۷]

سارودیشک آریہ پرتی ندھی سبھا سے شائع اتھروویدمیں ۲۰ کانڈ، ۷۳۱ سوکت اور ۵۹۷۷ منتر ہیں۔ ان تمام حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ منتروں کی تعداد کے سلسلے میں دانشور اور مفکّروں کی آراء مختلف ہیں۔ اتھروویدمنظوم اور منثور دونوں حصّوں پر مشتمل ہے۔ اس میں منتر تنتر، فریفتہ کرنے کی تدبیر، جادو ٹونا، بھوت، پریت، جن، پشاچ، اسُر، دعاؤں کی تاثیر، سانپوں اور جانوروں سے بچنے کے طریقے، میّت کی آخری رسوم اور شادی بیاہ کے رسم و رواج کا بیان ملتا ہے۔
سیاسیات، سماجیات اور آیوروید کا بھی بیان اتھروویدمیں ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆

باب دوم

مصدرِ اُردو

اُردو زبان کی زندہ اور دھڑکتی ہوئی جڑ ویدک ثقافت میں موجود ہے۔ اُس کی حقیقی جڑ کی تلاش میں ہم کو ویدک تہذیب کی گہرائیوں اور اُونچائیوں میں مستغرق ہونا پڑے گا۔ لفظ ''اُردو'' مسلسل سفر کرتا ہوا جو کبھی ہندوی، ریختہ، ہندوستانی اور ہندی وغیرہ ناموں سے جانی جاتی تھی اور آخر میں اپنی اوریجنل شکل اُردو میں موجود ہے۔ انگریزوں نے اس خوبصورت اور حسین زبان کو کیمپ (Camp) کی زبان کہا۔ دراصل اُردو کے معنی لشکر، فوج یا بازار کے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ ترکی نژاد لفظ ہے بلکہ ''اُردو'' خالص ویدک لفظ ہے۔ ''اُردو'' دو الفاظ ''اُرٗ'' اور ''دُوٗ'' کا مجموعہ ہے۔ ''اُرٗ'' معنی دل اور ''دُوٗ'' کے معنی جاننا ہے۔ عارف لوگ تمثیلاً دل کو روح اور جان کے لیے استعمال کرتے تھے۔ دراصل ''اُردو'' کے لفظی معنی یہ ہے کہ روح اور جان کو جاننا یعنی خدا کو جاننا ہے۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ خودشناسی خداشناسی ہے۔ اس کے ایک معنی دل دینا اور دل لینا بھی ہے۔ Love begets love دل دو، دل لو یا محبت دو، محبت لو وغیرہ مراد لیے جا سکتے ہیں۔

اُردو کا ویدی اسطوری ماڈل

(Proto Paradigm)

आदि प्रतिमूर्ति

ویدک ادب میں " اُر " (उर) لفظ سے اُرن (उरण) ،اُرو (उरु) ، اُروو(उरवो) ، اُروہ (उरव:) ،اُوروہ (ऊर्व:) ،اُروریہ (उर्वर्य) ،اُرورا (उर्वरा) ،اُرواجتے (उर्वराजित) ،اُروشی (उर्वशी) ،اُروشی اِڈا(उर्वशी इडा) ، اُرانہ (उराण:) ،اُرا متھیہ (उरामथि:) ، اُرجونپات(उर्जोनपात) ،اُروارو (उर्वारू) ، اُرویا (उर्विया) ، اُروی (उर्वी) ، اُروجما (उरुज्मा) ، اُروجیوتی(उरुज्योति)، اُرودھارا (उरुधारा)،اُرووتیچا (उरुव्यचा) اور اُرووتیچسا (उरुव्यचसा) وغیرہ

لفظوں کا متعدد جگہوں پر استعمال کیا گیا ہے۔ ویدک لغات، سنسکرت اور ہندی کے مختلف لغات میں ان الفاظ کے لغوی اور لفظی معانی "ہردے (हृदय)، مَن (मन)، امن (अमन)، دِل، روح، جان، طوانائی، قدرت، اُسعتِ زبان، نور، آتش، ہوا، لوگوں کو زندگی دینے والا آفتاب، آفاق، عظیم الشان، زیادہ، اندھیرا ختم کرنے والا سورج، بصیرت افروزی، منبعِ نور، چشمِ دِل، عظیم الشان ویدک زبان، عظیم الشان دھرتی، کائنات اور رفیع ترین تخلیقیت وغیرہ مراد لی جاتی ہیں۔" ۳۸ے

ویدک ادب میں " اُر " (उर)، "ہردے" (हृदय) اور " مَن " لفظ اور اس سے مشتق الفاظ کا استعمال جگہ جگہ ملتا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں :

वायो तव प्रपृञ्चती धेना जिगाति दाशुषे ।

उरुची सोमपीतये ।।

اے ہوا (توانائی کُل) ! تمہاری روح نشیں اور جاں نشیں آواز جو آبِ حیات کی تمنائی ہے۔ وہ نہایت عجز سے نذر کرنے والے کو جلد از جلد نصیب ہوتی ہے۔

رگ وید : (۱-۲-۳)

तं नव्यसी हृद आ जायमानमस्मत् सुकीर्तिर्मधुजिह्वमश्याः ।

यमृत्विजो वृजने मानुषासः प्रयस्वन्त आयवो जीजनन्त ।।

اے اگنی دیو ! (باری تعالیٰ) روح و جان سے پیدا اُس شیریں زبان میں وہ لطیف اور ٹھنڈی آگ (نور) سے ہماری مناجاتیں ہم نور ہوں۔ جس کو منو خاندان کے عابدوں نے قربان گاہِ مقدس سے پیدا کیا۔

رگ وید : (۱-٦۰-۳)

उर्वी सद्मनी बृहती ऋतेन हुवे देवानामवसा जनित्री ।

दधाते ये अमृतं सुप्रतीके द्यावा रक्षतं पृथिवी नो अभ्वात् ।।

بیکراں رحم آگیں زمین (دھرتی) کی شعریات اور حفظ وسلامتی سے لبریز

آسمان کی شعریات کی ہم آہنگی کے لیے عظیم تر دیوتاؤں سے دعا کرتا ہوں۔ یہ

دونوں خیر وبرکت ورحمت کو قبول کر کے نذر کرنے والوں کو بخشنے والے ہیں۔

رگ وید : (۱۔۱۸۵۔۶)

उर्वी पृथ्वी बहुले दूरे अन्ते उप ब्रुवे नमसा यज्ञे अस्मिन् ।

दधाते ये सुभगे सुप्रतूर्ती द्यावा रक्षतं पृथिवी नो अभ्वात् ।।

اے زمین وآسمان ! میں اس قربان گاہِ مقدس میں وسیع تر انگنت شکلوں

والی بیکراں زمین وآسمان کی تعریف کرتا ہوں۔ یہ خوش قسمت روح تمام دُنیا کی

جاندار اور غیر جاندار اشیا کو قبول کرتی ہے۔

رگ وید : (۱۔۱۸۵۔۷)

अग्ने त्वं पारया नव्यो अस्मान् त्स्वस्तिभिरति दुर्गाणि विश्वा ।

पूश्च पृथ्वी बहुला न उर्वी भवा तोकाय तनयाय शं योः ।।

اے آگ کے دیوتا (اگنی دیو) ! آپ ہمیں تحسین وثنا کرنے پر دکھوں

کے دریا سے پار رکھو۔ تم میرے لیے پرم دھام بنو۔

رگ وید : (۱۔۱۸۹۔۲)

यः पुष्पिणीश्च प्रस्वश्च धर्मणा अधि दाने व्यवनीरधारयः ।

यश्चासमा अजनो दिद्युतो दिव उरूरूर्वा अभितः सास्युक्थ्यः ।।

اے اندر ! تم عمل کے وسیلے پھل پھول سے بنی ہوئی چیزوں کی حفاظت کرتے ہو۔ آفتاب کونور عطا کرتابندگی عطا کرتے ہو۔ تم نے اپنی ربانی تخلیقیت سے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ اس لیے تم قابلِ ثنا ہو۔

(۷۔۱۳۔۲) رگ وید :

विश्वजिते धनजिते स्वर्जिते सत्राजिते नृमित उर्वराजिते ।
अश्वजिते गोजिते अजिते भरेन्द्राय सोमं यजताय हर्यतम् ।।

اے لوگوں ! کائنات کی تسخیر کرنے والے اندر جو دولت، انسان، زمین، گھوڑے، گائے اور پانی وغیرہ کو کامران اندر کے لیے اُن کا پسندیدہ سوم رس (آبِ حیات) لاؤ۔

(۱۔۲۱۔۲) رگ وید :

आदित्यास उरवो गभीरा अदब्धासो दिप्सन्तो भूर्यक्षाः ।
अन्तः पश्यन्ति वृजिनोत साधु सर्वं राजभ्यः परमचिदन्ति ।।

سنجیدہ و متوازن، ہمہ بیں، ظلم و جبر کو دفن کرنے والے، ذی جانوں کی روح کی گہرائیوں کو جاننے والے شمس اعظم (باری تعالیٰ) عظیم ترین ہیں۔ دور کے اشیا بھی ان کی ہمہ بیں نگاہ سے دور نہیں ہیں۔

(۳۔۲۷۔۲) رگ وید :

अदिते मित्र वरूणोत मृल यद् वो वयं चकृमा कच्चिदागः ।
उर्वश्यामभयं ज्योतिरिन्द्र मा नो दीर्घा अभि नशन्तमिस्राः ।।

اے آدتیہ ! متر ! ورون ! اگر تمہاری بابت ہم سے کوئی گناہ دانستہ و

نادانستہ سرزد ہو جائے تو اُسے معاف فرما۔ اے اندر ! تیری مہربانی سے بیکراں تجلّی اعظم اور لاخوفی کو حاصل کریں۔ ہم کو تاریک رات تباہ و برباد نہ کر سکے۔

رگ وید : (۱۴۔۲۷۔۲)

उरौ महाँ अनिबाधे ववर्धा आपो अग्निं यशसः सं हि पूर्वीः ।

ऋतस्य योनावशयद् दमूना जामीनामग्निरपसि स्वसृणाम् ।।

یہ پُرعظمت آگ (الوہی اکبری توانائی) بے پایاں آفاق میں پھیلتی جاتی ہے۔ جہاں بہت سارے اناج پیدا کرنے والے پانی کے سرچشمے ان کو بخوبی پروان چڑھاتے ہیں۔ پانی کے بطن زمین میں قیام کرنے والی آگ اپنی بہن کے مانند ندیوں کے پانی میں انقلابی رنگ و آہنگ میں رہتی ہے۔

رگ وید : (۱۱۔۱۔۱)

बृहन्त इद् भानवो भाऋजीकमग्निं सचन्त विद्युतो न शुक्राः ।

गुहेव वृद्धे सदसि स्वे अन्तरपार ऊर्वे अमृतं दुहानाः ।।

برق کے مانند نہایت درخشاں آفتاب (احدِ اولیٰ) نہایت عمیق سمندر (روح و جان) میں امرت منتھن (آبِ حیات کی معرفت) کرنے کی طرح اپنے گھر لامکاں میں بڑھتے ہوئے روشن اور منوّر آگ (نورِ اولیٰ) کی پناہ گاہ حاصل کرتے ہیں۔

رگ وید : (۱۴۔۱۔۱)

उरौ वा ये अन्तरिक्षे मदन्ति दिवो वा ये रोचने सन्ति देवाः ।

ऊमा वा ये सुहवासो यजत्रा आयेमिरे रथ्यो अग्ने अश्वाः ।।

جو دیوتاؤں کی جماعت لانہایت آفاق میں مسرور ہے۔ جو دیوتا روشن اور منوّر آسمان میں مقیم ہیں۔ جو " اوم " نام کی نشاندہی کرنے والے پدری جماعت کی التجا آگیں پکار پر آتے ہیں۔ وہ سب " اوم " کے رتھ سے جڑے ہوئے آگ کے گھوڑے کے مانند ہیں۔

رگ وید : (۸-۶-۱)

ऊर्जो नपातमध्वरे दीदिवांसमुप द्यवि ।

अग्निमीले कविक्रतुम् ।।

انسانوں کو اناج سے محروم نہ کرنے والے زمین کے اُفق پر روشن اور منوّر اگنی دیو (آگ کے دیوتا) کی میں عبادت کرتا ہوں۔

رگ وید : (۱۲-۲۷-۳)

उरूं गंभीरं जनुषाभ्युग्रं विश्वव्यचसमवतं मतीनाम् ।

इन्द्रं सोमासः प्रदिवि सुतासः समुद्रं न स्रवत आ विशन्ति ।।

اے اندر ! تم نہایت سنجیدہ اور عظیم ہو۔ تم اپنی فطرت سے ہی دشمنوں کے لیے دہشت انگیز ہو جاتے ہو۔ تم آفاق میں جذب و پیوست ہو اور حمد وثنا کرنے والوں کی حفاظت کرنے والے ہو۔ جیسے ندیاں سمندر کی طرف جاتی ہیں اُسی طرح یہ قدیم دور سے مقدّس آبِ حیات افضل ہو کر اندر کی جانب جانے والا ہو۔

رگ وید : (۴-۱۱۰-۱)

उरुशंसा नमोवृधा मह्ना दक्षस्यय राजथः ।

द्राघिष्ठाभिः शुचिव्रता ।।

اے سورج اور ہوا کے دیوتا ! تم دونوں نہایت پاکیزہ کردار کے حامل ہو۔ تم روشن تعریفوں سے آراستہ آداب سے پوجے جاتے ہوئے، برکت کے امین ہوتے ہوئے، تم اپنی جرأت آگیں قوت، توانائی، علم کی عظیم صلاحیت سے جلوہ افروز ہو۔

رگ وید : (۱۔۱۱۲۔۱۷)

गम्भीरेण न उरूणामत्रिन् प्रेषो यन्धि सुतपावन् वाजान् ।

स्था ऊ षु ऊर्ध्व ऊती अरिषण्यन्नक्तोर्व्युष्टौ परितक्म्यायाम् ।।

اے شجاع اور آبِ حیات نوش اندر ! تم فیاض روح اور دل کے مالک ہو۔ تم ہمیں اناج اور قوت عطا کرو۔ تم ہمارے تحفظ اور بقا کے لیے شب و روز آمادہ رہو۔

رگ وید : (۶۔۲۴۔۹)

स्वादुषंसदः पितरो वयोधाः कृच्छ्रेश्रितः शक्तीवन्तो गभीराः ।

चित्रसेना इषुबला अमृधाः सतोवीरा उरवो व्रातसाहाः ।।

دشمنوں کے اناج کو رتھ کے محافظ تباہ و برباد کرتے ہیں اور اپنے لوگوں کو اناج دیتے ہیں۔ مصیبت کے دور میں ان کا سہارا لیا جاتا ہے کیوں کہ یہ بہت سے جانوروں کو جیتنے والے ہیں۔

رگ وید : (۶۔۷۵۔۹)

मर्माणि ते वर्मणा छादयामि सोमस्त्वा राजामृतेनानु वस्ताम् ।

उरोर्वरीयो वरूणस्ते कृणोतु जयन्तं त्वानु देवा मदन्तु ।।

اے راجن ! میں تمہارے روح و جان کو زرہ بکتر سے ڈھکتا ہوں۔ آفتاب (خُدا) تمہیں آبِ حیات سے ڈھکیں اور ورُن (پانی کے دیوتا) تمہیں عظیم مسرّت دیتے ہیں۔ تمہاری کامیابی سے دیوتا خوش ہوتے ہیں۔

رگ وید : (۱۸۔۱۔۷)

उरूव्यचसे महिने सुवृक्तिमिन्द्राय ब्रम्ह जनयन्त विप्राः ।

तस्य व्रतानि न मिनन्ति धीराः ।।

بے پایاں اور عظیم الشان اندر کی رسوماتی پرستش آگیں وظیفوں کی ذہین افراد ہمیشہ حفاظت کرتے ہیں۔

رگ وید : (۱۱۔۳۱۔۷)

प्र ब्रहौतु सदनादृतस्य वि रश्मिभिः ससृजे सूर्यो गाः ।

वि सानुना पृथिवी सस्त्र उर्वी पृथु प्रतीकमध्येधे अग्निः ।।

قربان گاہ میں کہے گئے ثنا کے منتر آفتاب (خُدا) کی جانب جائیں۔ نور کے ذریعہ آفتاب نے بارش کے پانی کو پیدا کیا ہے۔ وسیع ترین زمین کے اوپر آگ روشن ہوتی ہے۔

رگ وید : (۱۔۳۶۔۷)

नू मर्तो दयते सनिष्यन् यो विष्णव उरूगायाय दाशत् ।

प्र यः सत्राचा मनसा यजात एतावन्तं नर्यमाविवासात् ।।

جو انسان دولت کی خواہش کے لیے وشنو کی ثنا کرتا ہے، ہون (قربانی) دیتا ہے اور منتروں سے عبادت کرتا ہے۔ اُس کو جلد از جلد دولت کی فراہمی ہوتی ہے۔

رگ وید : (۱۔۱۰۰۔۷)

वि चक्रमे पृथिवीमेष एतां क्षेत्राय विष्णुर्मनुषे दशस्यन् ।

ध्रुवासो अस्य कीरयो जनास उरूक्षितिं सुजनिमा चकार ।।

وشنو نے انسانوں کو زمین میں رہنے کی خواہش کے مدِنظر اس کو پیدا کیا اور وسیع تر کائنات کی تخلیق کی۔ رگ وید : (۷۔۱۰۰۔۴)

यस्यानूना गभीरा मदा दरवस्तरूत्राः ।

हर्षुमन्तः शूरसातौ ।।

तमिद् धनेषु हितेष्वधिवाकाय हवन्ते ।

येषामिन्द्रस्ते जयन्ति ।।

اندر کی قوت وطاقت، عظمت، سنجیدہ ومتوازن، دشمنوں سے حفاظت کرنے والی اور بہادروں کے ساتھ جنگ کے میدان میں رہتی ہے۔ دولت ملنے پر ثنا کرنے والے اندر کو اپنی جانب کرنے کے لیے انھیں اندر کو بلاتے ہیں۔ جس طرف بھی اندر رہتے ہیں، اُسی طرف کامرانی نصیب ہوتی ہے۔

رگ وید : (۸۔۱۶۔۴اور۵)

ऊर्जो नपातं सुभगं सुदीदितिमग्निं श्रेष्ठशोचिषम् ।

स नो मित्रस्य वरूणस्य सो अपामा सुम्नं यक्षते दिवि ।।

میں اناج دینے والے، حسین دولت دینے والے، بیکراں تجلّی والے اگنی کی میں ثنا کرتا ہوں۔ ہمارے دیوتاؤں کے لیے کیے جانے والے قربان گاہ میں متر (آفتاب) اور ورُن (پانی کے دیوتا) کے لیے قربانی کریں۔

رگ وید : (۸۔۱۹۔۴)

अवितासि सुन्वतो वृक्तबर्हिषः पिबा सोमं मदाय कं शतक्रतो ।

यं ते भागमधारयन् विश्वाः सेहानः पृतना

उरू जयः समप्सुजिन्मरूत्वाँ इन्द्रं सत्पते ।

اے اندر ! تم متعدد وظیفوں کو ادا کرنے والے ہو، سوم کو پیش کرنے والے اور کُشا بچھانے والے زائرین کی تم حفاظت کرتے ہو، تم صداقت کے مالک اور ہوا کی جماعت سے منسلک ہو۔ تمہارے سوم کا جو حصّہ دیوتاؤں نے متعین کیا ہے، اُس سوم کے حصّے کو تمام دشمنوں کو فتح کرتے ہوئے اس کو نوش کرو۔

رگ وید : (۸۔۳۶۔۱)

प्राव स्तोतारं मघवन्नव त्वां पिबा सोमं मदाय कं शतक्रतो ।

यं ते भागमधारयन् विश्वाः सेहानः पृतना

उरू जयः समप्सुजिन्मरूत्वाँ इन्द्रं सत्पते ।

اے اندر ! سوم پی کر اپنے کو مضبوط کرو اور حمد و ثنا کرنے والے کی پرورش کرو۔ تم صداقت کے مالک اور ہوا کی جماعت سے منسلک ہو۔ تمہارے لیے سوم کا جو حصّہ دیوتاؤں نے تصوّر کیا ہے۔ اُس سوم کے حصّہ کو باطنی توانائی کے لیے دشمنوں کو فتح کرتے ہوئے نوش کرو۔

رگ وید : (۸۔۳۶۔۲)

ऊर्जा देवाँ अवस्योजसा त्वां पिबा सोमं मदाय कं शतक्रतो ।

यं ते भागमधारयन् विश्वाः सेहानः पृतना

उरू जयः समप्सुजिन्मरूत्वाँ इन्द्रं सत्पते ।

اے اندر ! تم قوت کے ذریعہ اپنے بیٹے کو مضبوط و توانا کرتے ہو اور اناج کے ذریعہ دیوتاؤں کو پروان چڑھاتے ہو۔ تم متعدد اعمال کو انجام دینے والے، سب کے مالک اور ہواؤں سے منسلک ہو۔ تمہارے پسندیدہ سوم کا جو حصّہ دیوتاؤں نے تصوّر کیا ہے، دشمنوں کے غیض وغضب کو دباتے ہوئے پانی کے درمیان فتح حاصل کرتے ہوئے اُس سوم کے حصّہ کو برائے مسرّت نوش کرو۔

رگ وید : (۸۔۳۶۔۳)

ऊर्जा नपातमा हुवे ऽग्निं पावकशोचिषम् ।

अस्मिन् यज्ञे स्वध्वरे ।।

اناج سے پیدا، پاک نور سے لبریز آگ کو قربان گاہ میں بلاتا ہوں۔ تم ہمارے دشمنوں کو دفن کرنے کے قابل ہو۔ اپنے بیکراں تجلّی کے ذریعہ دیوتاؤں کے ساتھ قربان گاہ میں شامل ہو جاؤ۔

رگ وید : (۸۔۴۴۔۱۳)

शं नो भव हृद आ पीत इन्दो पितेव सोम सूनवे सुशेवः ।

सखेव सख्य उरुशंस धीरः प्र ण आयुर्जीवसे सोम तारीः ।।

اے سوم ! بیٹے کے لیے باپ کی طرح مسرّت آمیز آبِ حیات نوش کرنے پر خوش ہو جاؤ۔ جوش وخروش پیدا کرنے والے سوم ! تم طویل زندگی کے لیے میری عمر میں اضافہ کرو۔

رگ وید : (۸۔۴۸۔۴)

उरू णस्तन्वे तन उरू क्षयाय नस्कृधि ।

उरू णो यन्धि जीवसे ।।

اے اندر ! ہمارے بیٹوں اور پوتوں کو بہت زیادہ دولت دو۔ ہمارے گھر کے لیے مناسب دھن و دولت دیں۔ ہماری زندگی کو خوشحال کرنے کے لیے دولت دو۔

رگ وید : (۸۔۶۸۔۱۲)

उरूं नृभ्य उरूं गव उरूं रथाय पन्थाम् ।

देववीतिं मनामहे ।।

اے اندر ! انسانوں اور گائیوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہم تم سے گذارش کرتے ہیں، ہمارے رتھ کے لیے خوبصورت راستے دو اور ہمارے قربان گاہ کو پورا کرو۔

رگ وید : (۸۔۶۸۔۱۳)

ऊर्मिर्यस्ते पवित्र आ देवावीः पर्यक्षरत् ।

सीदन्नृतस्य योनिमा ।।

اے سوم ! دیوتاؤں کی خواہش کرنے والی تمہاری ترنگ چھنّے (چلنی) پر گرتی ہے۔

رگ وید : (۹۔۶۴۔۱۱)

एतानि सोम पवमानो अस्मयुः सत्यानि कृण्वन् द्रविणा न्यर्षसि ।

जहि शत्रुमन्ति के दूर के च य उर्वी गव्यूतिमभयं च नस्कृधि ।।

اے سوم (مہتاب) ! تم ہماری سبھی تمناؤں کو پورا کرتے ہو۔ تم پاس

اور دور کے دشمنوں کا خاتمہ کرو۔ تم ہمارے راستے کو بے خوفی عطا کرو۔

(۵۔۷۸۔۹) رگ وید :

स त्वमग्ने प्रतीकेन प्रत्येष यातुधान्यः ।

उरूक्षयेषु दीद्यत् ।।

اے آگ (خُدا) ! اپنے وسیع تر مقام پر بیٹھ کر روشنی عطا کرو۔ اپنے بیکراں تجلّی سے راکششوں کو نیست نابود کرو۔

(۸۔۱۱۸۔۱۰) رگ وید :

इदं स्वरिदमिदास वाममयं प्रकाश उर्वन्तरिक्षम् ।

हनाव वृत्रं निरेहि सोम हविष्ट्वा सन्तं हविषा यजाम ।।

اے سوم (آبِ حیات بہ معنی خُدا) ! یہ فردوس بریں بہت ہی خوبصورت اور حسین ہے۔ یہ بیکراں تجلّی (نورِ الٰہی) سے روشن ہے۔ یہ وسیع ترین آفاق ہے۔ اے مہتاب (نورِ الٰہی) ! تم حاضرو ناظر رہو۔ سبھی لوگ تمہاری قربان گاہ کے لیے درختوں کو کاٹنے کے کام میں لگیں۔ ہم مختلف قربان گاہ کی چیزوں کے ذریعہ تم کو مدعو کرتے ہیں۔

(۶۔۱۲۴۔۱۰) رگ وید :

उरूव्यचा नो महिषः शर्म यंसदस्मिन् हवे पुरुहूतः पुरुक्षुः ।

स नः प्रजायै हर्यश्व मृलयेन्द्र मा नो रीरिषो मा परा दाः ।

وہ جو بیکراں تجلّیٔ اعظم کو حاصل کرتے ہوئے پوری کائنات میں قائم و دائم ہیں۔ جنھیں سب سے پہلے بلایا جاتا ہے۔ وہ اندر ہماری بھلائی کریں۔ اے اندر ! تم قوت، طاقت و عظمت والے ہو۔ ہم کو مسرّت و پسر دے کر خوش قسمت بناؤ۔

تم میرے خلاف مت ہونا اور کسی بھی طرح سے میرا برامت کرنا۔

رگ وید : (۱۰_۱۲۸_۸)

उरु विष्णो विक्रमस्वोरु क्षयाय नस्कृधि ।

घृतं घृतयोने पिब प्रप्र यज्ञपतिं तिर स्वाहा ।।

اے وشنو ! ہمارے دشمنوں اور ہمارے کاموں میں پریشانی کی بابت اپنا جوہر دکھاؤ۔ ہم کو طاقت وقوت عطا کرو۔ تم گھی کے ذریعہ عظمت کو حاصل کرنے والے ہو۔ اس لیے گھی کو قبول کرو۔ زائرین کا کافی تعداد میں اضافہ کرو۔ ہماری یہ گھی کی قربانی خاص طور پر صرف تمہارے لیے ہی ہے۔

یجروید : (۱_۵_۴۱)

द्वारो देवीरन्वस्य विश्वे व्रता ददन्ते ऽ अग्नेः ।

उरुव्यचसो धाम्ना पत्यमानाः ।।

متبرک مقام سے منسلک پُرعظمت مقدس دروازے (روحانی منزلوں کے باب)، آگ کے وظائف (نور کی تنزیل) کو قبول کرتے ہیں اور تب تمام دیوتا آگ کے برت (روزہ) کو قبول کرتے ہیں۔

یجروید : (۱_۲۷_۱۲)

वयमेनमिदा ह्योऽपीपेमेह वज्रिणम् ।

तस्मा उ अद्य सवने सुतं भरा नूनं भूषत श्रुते ।

वृकश्चिदस्य वारण उरामथिरा वयुनेषु भूषति ।

सेमं न स्तोमं जुजुषाण आ गहीन्द्र प्र चित्रया धिया ।

اس اندر کو ہم سوم سے آسودہ کرتے ہیں۔ اس قربانی میں ثابت شدہ سوم اندر کو پیش کرو۔ مسافروں کے لیے ظالم ڈاکو بھی جور و جبر کے مسلک پر چلنے والوں کے موافق ہوتا ہے۔ ایسے محرک اندر ہماری ثنا کو قبول کرتے ہوئے مخصوص پھل دینے کی خواہش سے یہاں آویں۔

سام وید : (۱۴۔۳۔۱۳)

मर्माणि ते वर्मणा च्छादयामि सोमस्त्वा राजामृतेनानु वस्ताम् ।

उरोर्वरीयो वरूणस्ते कृणोतु जयन्तं त्वानु देवा मदन्तु ।।

اے راجن ! میں تمہارے روح و جان کو زرہ بکتر سے ڈھکتا ہوں۔ سوم (خُدا) تجھے آبِ حیات سے ڈھکیں۔ ورُن (ہوا کے دیوتا) تجھے مسرّت عطا کریں اور سبھی دیوتا لوگ تجھے فاتحانہ مسرّت عطا کریں۔

سام وید : (۸۔۳۔۸)

यस्य द्यौरूर्वी पृथिवी च मही यस्याद उर्वन्तरिक्षम् ।

यस्यासौ सूरो विततो महित्वा कस्मै देवाय हविषा विधेम ।।

جن کی الوہیت سے آسمان، زمین اور آفاق کی توسیع ہوئی اور یہ بیکراں آفتابِ اعظم براہ راست قابلِ دید اور قابلِ عرفان ہوئے۔ اُن پرجاپتی (حق تعالیٰ) کو قربانی کے ذریعہ پرستش کرتے ہیں۔

اتھر و وید : (۴۔۱۔۲۔۴)

मर्माणि ते वर्मणा च्छादयामि सोमस्त्वा राजामृतेनानु वस्ताम् ।

उरोर्वरीयो वरूणस्ते कृणोतु जयन्तं त्वानु देवा मदन्तु ।।

اے راجن ! تم فتح (مکاشفہ) کی آرزو کرتے ہو۔ تمہارے دل کے نازک مقامات (روح و جان کے مراحل) کو زرہ بکتر سے محفوظ کراتا ہوں۔ راجا سوم (باری تعالیٰ) تمہیں نا قابلِ فنا جلال سے صاحبِ جلال بنائیں۔ اندر تمہیں دشمنوں کی فوج پر فتح حاصل کرنے میں حوصلہ افزائی کریں۔ ورُن (پانی کے دیوتا) تمہیں انتہائی مسرّت عطا کرنے والے ہوں۔

اتھرووید : (۱۱۸۔۱۰۔۷)

اُردو کا نخشتمسالی پیکر

(Archtypal Image)

(आदि प्रतिबिम्ب)

'اُز' دو طرح کی توانائیوں کا منبع نور ہے۔ ایک عشق کی توانائی ہے اور دوسری شاہدانہ شعور آگہی کی توانائی ہے۔ نور کے معنی اشہد آگہی ہے۔ اس ضمن میں جگر مراد آبادی نے کہا ہے۔

اک لفظ محبت کا یہ ادنیٰ سا فسانہ ہے
سمٹے تو دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے

دوسرے مصرعہ میں شاعر نے زمانہ سے مراد ابدیت کی نشاندہی کی ہے۔
حدیثِ قدسی میں خُدا نے فرمایا ہے ''زمانہ کو بُرا نہ کہو زمانہ میں خود ہوں''۔

بُنیادی توانائی کی تخشتمسالی تحریر

(Arch Writing of Basic Energy)

(मूलभूत ऊर्जा का आद्य लेखन)

توانائی، قوت اور طاقت کے چار ارتقائی مراحل ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

(۱) جنسی توانائی (Sex Energy)

(۲) عشقِ مجازی (Mundane Love Energy)

(۳) عشقِ حقیقی (Divine Love Energy)

(۴) شعورِ کلّی یا شعورِ اُولیٰ (Total Energy of Awareness)

جنسی توانائی کا سرچشمہ مولا دھار ہے۔ ہر انسان میں اُس کا پہلا چکر کھُلا ہوتا ہے۔ لہاظہ اس جنسی توانائی سے فطری طور پر بچّے کی تولید ہوتی ہے۔ دوسرا چکر خصوصی طور پر بند ہوتا ہے۔ اُس کے بند کُفر کو کھولنے کے لیے دھیان کی کُنجی لگانی پڑتی ہے اور نافی توانائی کی تطہیر (نابھی شودھن) کرنی پڑتی ہے اور جنسی توانائی کی آگ کو آہستہ آہستہ عشق کی توانائی کی لَو میں کومل نرمل اور انسانیت نواز بناتا ہے۔ تیسرے

چکر میں نافی توانائی دِل کی طرف اُوپر کی جانب گامزن ہوتی ہے اور ہولے ہولے یہ عشقِ حقیقی کی مقدّس توانائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

عاشقانِ چشمِ غیب بکُشائند　　باقیان کور کر اند

''عاشقوں کی غیب کی آنکھ کھُلی ہوتی ہے۔ دُنیا کے باقی لوگ اندھے ہوتے ہیں۔''

مولانا جامیؒ بھی فرماتے ہیں۔

عالمِ علم عالمِ عشق نیست　　رویتِ صدق چوں روایت نیست

''علم کی دُنیا عشق کی دُنیا نہیں ہے۔ عشق کی دُنیا مختلف ہوتی ہے اور صداقت کا چہرہ روایت کے مطابق نہیں ہے۔ صداقت کے چہرہ کو عشق کی آنکھ دیکھتی ہے۔''

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بھکتی میں شکتی ہے لیکن یہ مکمّل سچّائی نہیں ہے اس کے آگے بھی توانائی کا سفر ارتفاع کر کے آگے بلند ترین منزل کی جانب گامزن ہوتی ہے تو اپنے معراج پر پہنچ جاتی ہے۔ یہ شعورِ کُل، شعورِ کُلّی یا شعورِ اولیٰ کی رفیع ترین منزل ہے۔ مرزا اسداللہ خاں غالبؔ فرماتے ہیں۔

جامِ ہر ذرہ ہے سرشارِ تمنّا مجھ سے
کس کا دِل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے

☆☆☆☆☆

بُنیادی توانائی کی آزادئی دید

اورعرفان

(Philosia of Basic Energy)

(मूलभूत ऊर्जा का दर्शन और सचेतन)

ویدک ادب میں " دَو "(द्यो) ، " دُو "(दो) اور " دَیا "
(दया)لفظ " دا "(दा) مصدر سے مشتق ہے۔ " دا "(दा) مصدر سے دَے
(दय)، دَیتے(दयते)، دداتی(ददाति)، دویوہ(द्वयु:)، دویہ(द्वि:)، دِو(द्वि) ،
دوا(द्वा)، دَون(द्व)، دتّے(दत्ते)، داتُن(दातु)، داتر(दात्र)، داشتی
(दाशति)،داتم(दातम्)، داتوے(दातवे)، دو(द्यो) اوردَو(द्वौ) وغیرہ لفظوں کا
جگہ جگہ استعمال ملتا ہے۔ ویدک لغات، سنسکرت اور ہندی کے مختلف لغات میں

ان الفاظ کے لغوی معانی ''دینا (to give)، جاننا (to know)، قبول کرنا (to accept)، حفاظت (to save)، دینے کے قابل، دینے کے لائق، دینے کے لیے، دیتا ہے، دونوں جہاں یعنی زمین و آسمان، جنّت، عمل اور وجہ، قدرت اور آدمی، دو یعنی دُگنے، دو مختلف خیالات کو اپنے دل میں رکھنے والا یعنی زبان پر کچھ اور دِل میں کچھ اور رکھنے والا وغیرہ مراد لیے جاتے ہیں۔'' ۳۹

میری ترجمہ کردہ شری مد بھگوت گیتا (نغمۂ یزدانی) کے دیباچہ ''اُردو زبان کے تناظر میں شری مد بھگوت گیتا (نغمۂ یزدانی) پر ایک نظر'' کے صفحہ ۱۳ پر نظام صدّیقی اس ضمن میں ایک اہم اور معنی خیز نکتہ پر بھرپور روشنی مرکوز کرتے ہیں:

''اس سے یہ سورج آسا صداقت مزید روشن ہو جاتی ہے کہ اُس کی جڑیں ہماری عظیم اور قدیم تر مشترکہ ویدک ثقافت میں جذب و پیوست ہیں۔ بذات خود ''اُردو'' محض ترکی نژاد لفظ نہیں ہے۔ جس کے معنی محض لشکر یا فوج کے ہوتے ہیں۔ درحقیقت یہ دو الفاظ 'اُردو' اور 'اَمن' (بہ معنی ماورائے دماغ و آشتی) چاروں ویدوں کے علاوہ ژند و اوستا میں بھی محفوظ ہیں - یہ لفظ اُردو مسلسل سفر کرتا ہوا سنسکرت (یہ بھی کبھی عوامی بولی تھی بعد میں بڑی بلند پایہ ادبی زبان بن گئی۔ مقتدر برہمن طبقہ اُس پر قابض ہو گیا۔ یہ بھی ویدک زبان سے

وجود میں آئی ’’ پراکرت‘‘ یعنی عوامی بولیوں کی زائیدہ اور
پروردہ ہے۔) پراکرت، اپ بھرنش، شورشینی اور مغربی ہندی
سے گزرتا ہوا اپنی قدیم تر اور یجنل شکل میں آج بھی برقرار
ہے۔ ’’اُرْ‘‘ معنی دل اور ’’دُو‘‘ معنی جاننا ہے۔ ویدک رشی اور
عارف دل کو علامتاً روح اور جان کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
درحقیقت روح کو جاننا خدا کو جاننا ہے۔ خود شناسی خدا شناسی
ہے۔ (قرآن) اس کے دوسرے معنی دل دینا اور دل لینا ہے۔
درحقیقت اُردو کے معنی ہی ’’ دل دو اور دل لو‘‘ ہے۔‘‘ ؎۴۰
مجھے اس سلسلے میں جمہوری درویش شاعر نظیرؔ اکبرآبادی کا یہ شعر
بے اختیار یاد آرہا ہے۔

سب کتابوں کے کھل گئے معانی
جب سے دیکھی نظیرؔ دل کی کتاب

نظام صدّیقی نے ویدک زبان سے قبل کی جن پراکرتوں (دیسی بولیوں)
کا تذکرہ کیا ہے، وہ بعد میں شستہ اور شائستہ زبان ویدک سنسکرت میں بدل گئی۔
ہندوستان کی اوّلین زبان ’مُنڈا‘ تھی۔ جس کی بہت ساری شاخیں تھیں۔ جن کو
ہندوستان کے قدیم ترین باشندے موسوم مُنڈا بولتے تھے۔ جس کی بابت جسٹس
مارکنڈے کاٹجو، عدالتِ عالیہ، انڈیا(Justice Markandey
اپنے اہم اور پُرمغز (Katju,Judge,Supreme Court of India
مقالہ’باہمی افہام و تفہیم کے لیے قائم کردہ کالی داس اور غالب اکیڈمی‘

(Kalidas-Ghalib Academy For Mutual Understanding)

میں رقمطراز ہیں:

"The original inhabitants of India may be identified with the speakers of the Munda languages, which are unrelated to either Indo-Aryan or Dravidian languages.

Thus the generally accepted view now is that the original inhabitants of India were not the Dravidians but the Munda aborigines whose descendants presently live in parts of Chotanagpur (Jharkhand), Chattisgarh, Orissa, West Bengal, etc. In 1983 their total population was about five million which is only a tiny fraction of the total population of India."

''ہندوستان کے اصلی باشندے مُنڈا زبانوں کے بولنے والوں سے شناخت کیے جاسکتے ہیں۔ جو ہند آریائی اور دراوڑ زبانوں سے یکسر مختلف ہیں۔

اس طرح سے عموماً تسلیم شدہ تصوّر یہ ہے کہ ہندوستان کے اصلی باشندے دراوڑین لوگ نہیں تھے بلکہ مُنڈا

باشندے تھے، جن کی اولادیں چھوٹا ناگپور (جھارکھنڈ)، چھتیس گڑھ، اُڑیسہ، مغربی بنگال وغیرہ میں رہتے ہیں ۔۱۹۸۳ء میں ان کی کُل آبادی پانچ ملین تھی، جو کہ ہندوستان کی کُل آبادی کا قلیل ترین حصہ ہے۔" [۲۱]

جس کی مزید توثیق و تصدیق The Cambridge History of Ancient India (Vol-I) بھی کرتی ہے۔ اُوپر پیراگراف ۱۲ میں ہی جسٹس مارکنڈے کاٹجو نہایت دیدہ ریزی اور ژرف نگاہی سے نشاندہی کرتے ہیں:

"At the same time, there can be little doubt that Dravidian languages were actually flourishing in the western regions of Northern India at the period when languages of the Indo-European type were introduced by the Aryan invasions from the North-West. Dravidian characteristics have been traced alike in Vedic and Classical Sanskrit, in the Prakrits, or early popular dialects, and in the modern vernaculars derived from them. The linguistic strata would thus appear to arranged in the order---Austric,

Dravidian, Indo-European."

"اس سلسلے میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا ہے کہ دراوڑی زبانیں درحقیقت شمال مغربی صوبہ میں پھل پھول رہی تھیں۔ اس دور میں جب ہند یوروپی زبانیں شمال مشرق سے آریائی حملوں کے ذریعہ آہستہ آہستہ متعارف ہو رہی تھیں۔ دراوڑی صفات کو ویدوں، کلاسیکی سنسکرت اور پراکرت دیسی بولیوں میں بھی تلاش کیا گیا ہے۔ ابتدائی مقبول بولیاں اور جدید دیسی بولیاں انھیں سے مشتق ہیں۔ آسٹرس، دراوڑ اور ہند یوروپی زبانیں لسانی سطح پر اس تحقیقی روشنی میں مرتب کی جا سکتی ہیں۔"[۴۲]

ماقبل ویدک ادب کی دیسی بولیوں کے تواریخی اور تحقیقی مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لسان (Langue) ہی تمام تہذیبی اور ثقافتی روایتوں کی آفریدگار اور پروردگار ہے۔ اسی بنیادی نقطہ پر ساختیات (Structualism)، مابعد ساختیات (Post Structualism) اور رد تشکیل بھی بھرپور روشنی ڈالتی ہے۔ یہی جدید ترین تھیوری (فکریات) کا بنیادی پتھر ہے۔

ویدک ادب میں "دا" مصدر سے مشتق الفاظ کا استعمال جگہ جگہ ملتا ہے۔ اس ضمن میں چند رچائیں (اشلوک) درج ہیں:

तद् विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सूरयः ।

दिवीव चक्षुराततम् ।।

آسمانوں کے آسمان کی جانب روحانی بصیرت سے دیکھنے والا عارف الوہی

منصبِ اعظمیٰ کے دیدار کا تمنّائی ہوتا ہے۔ عرفا اس الوہی منصب اولیٰ کو متواتر اپنے چشمِ جاں میں دیکھتے ہیں۔

رگ وید : (۱۔۲۴۔۲۰)

कस्य नूनं कतमस्यामृतानां मनामहे चारू देवस्य नाम ।

को नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ।।

میں کس عظیم روح کے برکت آگیں نام کو ادا کروں؟ کون مجھے عظیم ترین مقدّس ماں کے دیدار کو عطا کرے گا؟ جس کے کرم سے میں اپنے والدین کی زیارت کرسکوں۔

رگ وید : (۱۔۲۴۔۱)

अग्नेर्वयं प्रथमस्यामृतानां मनामहे चारू देवस्य नाम ।

स नो मह्या अदितये पुनर्दात् पितरं च दृशेयं मातरं च ।।

آبِ حیات کو حاصل کرنے والی مقدّس روحوں میں اوّل ترین ارفع روح بیکراں تجلّی اعظم کے مقدّس نام کو ادا کروں۔ وہ مجھے عظیم ترین مقدّس ماں کا عرفان عطا کریں اور میں اپنے والدین کی زیارت کرسکوں۔

رگ وید : (۱۔۲۴۔۲)

वेदा यो वीनां पदमन्तरिक्षेण पतताम् ।वेद नावः समुद्रियः ।।

اے پانی کے دیوتا (وَرُن) ! تم اُڑنے والے پرندوں کے آسمانی راستے اور سمندر کے کشتی آسا راستے کے کامل عارف ہو۔

رگ وید : (۱۔۲۵۔۷)

वेद मासो धृतव्रतो द्वादश प्रजावतः । वेदा ये उपजायते ।।

وہ اعلیٰ ترین مقدّس اصول، پانی کے دیوتا (ورُن)، عوام کے لیے مفید بارہ مہینوں کے علاوہ ایک اضافی ماہ (تیرہواں بابرکت مہینہ) کو بھی جانتے ہیں۔

(۱_۲۵_۸) : رگ وید

वेद वातस्य वर्तनिमुरोर्ऋष्वस्य बृहतः । वेदा ये अध्यासते ।।

وہ بیکراں قائم الہوش جو ساکن ہیں، وہ لامحدود، وہ بلندترین اور عظیم ہوا کے بہاؤ کے راستے کے عارف ہیں۔

(۱_۲۵_۹) : رگ وید

दर्शनु विश्वदर्शतं दर्शं रथमधि क्षमि । एता जुषत मे गिरः ।।

انھوں نے سب کے لیے قابلِ دید پانی کے دیوتا (ورُن) کے رتھ کو روح ارض پر ساکن دیکھا ہے۔ اُنھوں نے میری حمد وثنا کو قبول کرلیا ہے۔

(۱_۲۵_۱۸) : رگ وید

सं सीदस्व महां असि शोचस्व देववीतमः ।

वि धूममग्ने अरूषं मियेध्य सृज प्रशस्त दर्शतम् ।।

اے بیکراں نیّرِ اعظم (اگنی دیو) ! آؤ میری روح کی دُنیا میں قائم ودائم ہو۔ اے عظیم تر برگزیدہ روحوں کے عارفِ اولیٰ تم بیدار ہو۔ رفیع ترین خونِ جگر فامی رنگ وآہنگ کی لہروں کو وسیع سے وسیع ترین کرو۔

(۱_۳۶_۹) : رگ وید

तरणिर्विश्वदर्शतो ज्योतिष्कृदसि सूर्य । विश्वमा भासि रोचनम् ।।

اے بیکراں شمسِ اعظم (سوریہ دیو) ! تم انتہائی توانائی آگیں ہو، سب کے لیے قابلِ دید ہو، تم روشنی کے امین سب کو روشن کرنے والے ہو۔

(۱-۵۰-۴) رگ وید :

प्रत्यङ् देवानां विशः प्रत्यङ्ङुदेषि मानुषान् प्रत्यङ् विश्वं स्वर्दृशे ॥

اے بیکراں تجلیٔ اعظم (سوریہ دیو) ! تم دیوتاؤں کی جماعت، انسانوں اور تمام مخلوقات کے لیے ظہور پذیر ہوتے ہوئے روحانی جلال کو منوّر کرنے کے لیے آسمان کو متحرّک کرتے ہو۔

(۱-۵۰-۵) رگ وید :

सोमो धनुं सोमो अर्वन्तमाशुं सोमो वीरं कर्मण्यं ददाति ।

सादन्यं विदथ्यं सभेयं पितृश्रवणं यो ददाशदस्मै ॥

گائے اور گھوڑے کو دینے والے اور عمل کرنے والے، گھر کے کام میں ماہر، قربانی کرنے کے مالک، آبا واجداد کے نام کو روشن کرنے والے، بیٹے کو دینے والے سوم کو قربانی دینی چاہیے۔

(۱-۹۱-۲۰) رگ وید :

प्रति यत् स्या नीथादर्शि दस्यो रोको नाच्छा सदनं जानती गात् ।

अध स्मा नो मघवञ्चर्कृतादिन्मा नो मघेव निष्षपी परा दाः ॥

گوشالا (گائے کو باندھنے کی جگہ) کو جاننے والی گائے کی طرح راکششوں نے بھی ہمارے گھر کا راستہ دیکھ لیا ہے۔ اے اندر ! ہماری اب بھی حفاظت کرو۔ جس طرح سے شہوت پسند انسان دولت کو چھوڑتا ہے، ویسے ہم کو نہ

چھوڑو۔

رگ وید : (۱۔۱۰۴۔۵)

एनांगूषेण वयमिन्द्रवन्तो ऽभि ष्याम वृजने सर्ववीराः ।

तन्नो मित्रो वरूणो मामहन्तामदितिः सिन्धुः पृथिवी उत द्यौः ।।

اندراورتمام دلیروں کے ساتھ ہم اس منتر کے ذریعہ جنگ میں دشمنوں پر فتح حاصل کریں۔ متر (آفتاب)، ورُن (پانی کا دیوتا)، اِدِتی (دیوتاؤں کی ماں اور کشیپ رشی کی بیوی)، سمندر، زمین اور آسمان ہمارے منتر کی تائید کریں۔

رگ وید : (۱۔۱۰۵۔۱۹)

दे वैर्नो देव्यदितिर्नि पातु देवस्त्राता त्रायतामप्रयुच्छन् ।

तन्नो मित्रो वरूणो मामहन्तामदितिः सिन्धुः पृथिवी उत द्यौः ।।

دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ اِدِتی (دیوتاؤں کی ماں اور کشیپ رشی کی بیوی) ہماری حفاظت کریں۔ تحفظ کے وسائل سے وابسطہ دیوتا لوگ کاہلی کو چھوڑ کر ہمیں بچائیں۔ متر (آفتاب)، ورُن (پانی کا دیوتا)، اِدِتی (دیوتاؤں کی ماں اور کشیپ رشی کی بیوی)، سمندر، زمین اور آسمان ہماری اس ثنا کو قبول فرمائیں۔

رگ وید : (۱۔۱۰۶۔۷)

तन्न इन्द्रस्तद् वरूणस्तदग्निस्तदर्यमा तत् सविता चनो धात् ।

तन्नो मित्रो वरूणो मामहन्तामदितिः सिन्धुः पृथिवी उत द्यौः ।।

اندر (دیوتاؤں کا راجہ)، ورُن (پانی کا دیوتا)، اگنی (آگ کا دیوتا)، یم (موت کا دیوتا) اور آفتاب ہماری مسرّتوں میں اضافہ کرنے والے ہوں۔ متر

(آفتاب)، وُرن (پانی کا دیوتا)، اِدِتی (دیوتاؤں کی ماں اور کشیپ رشی کی بیوی)، سمندر، زمین اور آسمان ہماری حمد و ثنا کو قبول کریں۔

رگ وید : (۱۔۱۰۷۔۳)

मा नो अग्नेऽव सृजो अघाया ऽविष्यवे रिषवे दुच्छुनायै ।

मा दत्वते दशते मादते नो मा रीषते सहसावन् परा दाः ।।

تمہارے منتر سرا ڈر اور خوف میں کبھی بھی مبتلا نہ ہوں۔ ہمیں زہر آلود سانپوں، دانت والے اور سینگ رکھنے والے خونی درندوں کے حوالے نہ کرو۔

رگ وید : (۱۔۱۸۹۔۵)

राकामहं सुहवां सुष्टुती हुवे शृणोतु नः सुभगा बोधतु त्मना ।

सीव्यत्वपः सूच्याच्छिद्यमानया ददातु वीरं शतदायमुक्थ्यम् ।।

دعائیہ طور پر مطلوب شب کا میں طالب ہوں۔ وہ حسین و زیبا ہماری حمد و ثنا کو سنیں۔ وہ ہماری خواہش کو سمجھ کر ہمارے اعمال کو منظّم کریں اور کثیر دولت کے ساتھ دلیر بیٹا دیں۔

رگ وید : (۲۔۳۲۔۴)

वध्मा सूनो सहसो नो विहाया अग्ने तोकं तनयं वाजि नो दाः ।

विश्वाभिर्गीर्भिरभि पूर्तिमश्यां मदेमं शतहिमाः सुवीराः .।

اے فرزندِ توانائی کُل اگنی دیو! تم شجاع ہو، مجھے نصیحت دینے والے بنو۔ ہمیں اناج کے ساتھ بیٹا عطا کرو۔ ہم اپنی مقدّس تعریفوں سے اپنے مقصود کی تکمیل کر سکیں۔ ہم اپنے خوب رو فرزندوں کے ساتھ صدہا سالہا سال تک مسرّتوں کے

ساتھ زندہ اور قائم رہیں۔

رگ وید : (۶۔۱۳۔۶)

इन्द्रो यज्वने पृणतो च शिक्षत्युपेद् ददाति न स्वं मुषायति ।

भूयोभूयो रयिमिदस्य वर्धयन्नभिन्ने खिल्ये नि दधाति देवयुम् ।।

اے اندر ! تم قربانی کرنے والے اور منتر پڑھنے والوں کو دولت دیتے ہو۔ تم ان کو ہمیشہ دولت دیتے ہو اور اُن سے اپنے دھن دولت تک کبھی واپس نہیں لیتے ہو۔ وہ اندر متواتر دولت میں اضافہ کرتے ہیں اور وہ اپنے تمنائیوں اور شیدائیوں کو دشمنوں کے گزند محفوظ کر اُن کو اپنی پناہ گاہ میں محفوظ کر دیتے ہیں۔

رگ وید : (۶۔۲۸۔۲)

न ता नशन्ति न दभाति तस्करो नासामामित्रो व्यथिरा दधर्षति ।

देवाँश्च याभिर्यजते ददाति च ज्योगित् ताभिः सचते गोपतिः सह ।।

ہماری گائیں برباد نہ ہوں۔ اُنھیں چور نہ چرائیں۔ دشمنوں کے اسلحہ اُن پر نہ گریں۔ گائیوں کے مالک جن گائیوں کو اندر کے لیے دیتے ہیں، اُن گائیوں کے ساتھ وہ طویل عمر تک خوشحال رہیں۔

رگ وید : (۶۔۲۸۔۳)

कदा भुवन् रथक्षयाणि ब्रम्ह कदा स्तोत्रे सहस्रपोष्यं दाः ।

कदा स्तोमं वासयोऽस्य राया कदा धियः करसि वाजरत्नाः ।।

اے اندر ! تم رتھ پر سوار ہو۔ تمہارے پاس میرے منتر کب تک پہنچیں گے۔ مجھ عبادت گزار کو تم کب جلدی سے مردانگی عطا کرنے والی گائیں دو گے۔

مجھ ثنا کرنے والے عبادت گزار کو دھن دولت کا تحفہ کب دو گے۔ تم میری قربانی آگیں وظیفوں کو کب ثمر آور بناؤ گے۔

(۱۔۳۵۔۶) : رگ وید

नू मर्तो दयते सनिष्यन् यो विष्णव उरूगायाय दाशत् ।

प्र यः सत्राचा मनसा यजात एतावन्तं नर्यमाविवासात् ।।

جو وشنو کے لیے نذر دیتا ہے اور منتروں کے ذریعہ عبادت کرتا ہے۔ وہ دولت کا آرزومند جلد از جلد دولت پاتا ہے۔

(۱۔۱۰۰۔۷) : رگ وید

त्वं विष्णो सुमतिं विश्वजन्यामप्रयुतामेवयावो मतिं दाः ।

पर्चो यथा नः सुवितस्य भूरेरश्वावतः पुरूश्चन्द्रस्य रायः ।।

اے وشنو ! تم ہم پر اپنا فضل و کرم کرو۔ جس طرح قابل تحصیل دولت پا سکیں ایسا لطف و کرم کرو۔

(۲۔۱۰۰۔۷) : رگ وید

जगृभ्मा ते दक्षिणमिन्द्र हस्तं वसूयवो वसुपते वसूनाम् ।

विद्मा हि त्वा गोपतिं शूर गोनामस्मभ्यं चित्रं वृषणं रयिं दाः ।।

اے اندر ! تم مختلف قسم کی دولت کے مالک ہو۔ ہم دولت کی آرزو سے تمہارے دائیں ہاتھ کو قبول کرتے ہیں۔ تم بہت سی گائیوں کے مالک ہو، اس لیے ہم کو مکمل کرنے والا افضل دھن دولت عطا کرو۔

(۱۔۴۷۔۱۰) : رگ وید

स्वायुधं स्ववसं सुनीथं चतुःसमुद्रं धरुणं रयीणाम्।

चर्कृत्यं शंस्यं भूरिवारमस्मभ्यं चित्रं वृषणं रयिं दाः ।।

اے اندر ! تم ہم کو افضل اور کثیر تعداد میں دھن و دولت عطا کرو کیوں کہ ہم تم کو مکمّل حفاظت، جنگ کرنے میں ماہر، چالاک ہیں، سمندر کو پانی سے لبالب کرنے والے، دولت کو رکھنے والے، مختلف طرح سے حمد وثنا کو قبول کرنے والے، پریشانی اور مصیبت کو ختم ترنے والے کے طور پر جانتے ہیں۔

(۱۰۔۴۷۔۲)   رگ وید :

सुब्रह्माणं देववन्त बृहन्तमुरूं गभीरं पृथुबुधमिन्द्र ।

श्रुतऋषिमुग्रमभिमातिषाहमस्मभ्यं चित्रं वृषणं रयिं दाः।।

اے اندر ! تم ہمیں دیوتاؤں کا عبادت گزار، خوب رو، فرمابردار، سنجیدہ و متوازن، محنتی، عالم، دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے قابل دلیر بیٹا دو۔

(۱۰۔۴۷۔۳)   رگ وید :

यत् त्वा यामि दद्धि तत्र इन्द्र बृहन्तं क्षयमसमं जनानाम् ।

अभि तद् द्यावापृथिवी गृणीतामस्मभ्यं चित्रं वृषणं रयिं दाः ।।

اے اندر ! میں تم سے جو مانگتا ہوں، مجھے وہ عطا کرو۔ مجھے رہنے کے لیے بہت اچّھا سا گھر دو۔ مجھے عزّت واحترام کرنے والا بیٹا اور دولت بھی دو۔ زمین و آسمان میری اس عبادت کو بہتر طریقے سے تائید کریں۔

(۱۰۔۴۷۔۸)   رگ وید :

अग्नेरप्नसः समिदस्तुभद्राऽग्निर्महीरोदसीआविवेश ।

अग्निरेकं चोदयत् समत्स्वग्निर्वृत्राणि दयते पुरूणि ।।

آگ (نورِاولیٰ) کے کام میں آنے والی اہلیتیں فلاح و بہبود کرنے والی ہوں۔ وہ اپنے بیکراں تجلّیٔ اعظم سے زمین و آسمان کو مکمّل کرتی ہے۔ تم جنگ کے میدان میں اپنے عبادت گزار کو کامیاب کرتے ہوئے اُن کے بہت سے دشمنوں کا خاتمہ کرتے ہو۔

رگ وید : (۲۔۸۰۔۱۰)

☆☆☆☆☆

''اُردو'' اصطلاح کی معرفت عظمیٰ

(The Gnosis of Urdu Term)

उर्दू परिभाषिक शब्द का पराअभिज्ञान

'' قیدِ دید'' (Philosphia) کے برخلاف '' آزادئی دید'' (Philosia) کے زاویۂ نگاہ سے اُردو نسوانی توانائی کے بہاؤ اور اُردو مردانہ ٹھہراؤ کی حسین وزریں علامت ہے۔ یہ بہاؤ میں ٹھہراؤ کا وحدتِ وجودی تصوّر ہے۔ جس کے ارتقاع کے بعد پرم برہم (Ultimate Brahm) وَحَدَہٗ لاشریک کا قدسی اور الوہی تجربہ ہوتا ہے۔ جس کو احدِ اولیٰ اور نورِ اولیٰ کے بیکراں حُسن جلوہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کے اندر حُسنِ نظارہ بے اختیار جذب و پیوست ہو جاتا ہے۔ یہ وحیدیت اور وحدت سے آگے کی منزل احدیت ہے۔

''اُرَوَیا''(उर्दया) (Cosmos) آفاقی نورِاولیٰ (Ultimate
Brahm) کا نگار خانہء رقصاں ہے۔ جیسے جیسے برہم پھیلتے جاتے ہیں ویسے ویسے
آفاق(ब्रह्मांड) بھی ہر ثانیہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ اس ضمن میں مولانا
رُوم مُرشدِ اقبالؔ فرماتے ہیں۔

اصلِ ارضِ اللہ قلبِ عارفِ است
لامکاں است و ندارد فوق و پست

''اللہ کی زمین کی جڑ عارف کی روح میں جاں گزیں ہے۔ وہ لا مکاں
ہے۔ اُس میں گہرائی اور اُونچائی بیک وقت دائروی شکل میں ایک ہو جاتی ہے۔''
میر تقی میرؔ فرماتے ہیں۔

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہہ شیشہ گری کا

انڈو یوروپین آریہ ایران جانے سے قبل تُرکی گئے تھے اور تُرکی زبان
وثقافت بھی انڈو آریائی زبان، ادب اور ثقافت سے بہت زیادہ متاثر ہوئی تھی لیکن
ایران میں وہ بعد میں داخل ہوئے اور قدیم ایرانی زبان پہلوی زبان، ادب اور
ثقافت خصوصی طور پر آریائی زبان، ادب اور تہذیب سے بیحد متاثر، متحرک اور منوّر
ہوئی ہے۔ ان کے یہاں بھی روح اور جان کے لیے اُرون(URVAN) لفظ کا
استعمال ہوتا ہے۔ اُس کے لیے وہ اشارتاً روح کا پیکر(SOUL IMAGE)
کا علامتی مرکّب استعمال کرتے ہیں۔ گو یہ بُنیادی طور پر
تجریدی(ABSTRACT) ہے۔ اسی طرح وہ خُدا کے لیے آہُور

مزد(AH,URA MAZDA) لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔ جو دراصل نخشتمثالی (ARCH IMAGE) پیکر ہے لیکن بُنیادی طور پر تنزیہی (ABSTRACT) ہے۔ دونوں تہذیبوں کے باہمی تاثر پذیری سے تشبیہی رنگ و آہنگ بھی بڑھتا رہا۔ مثلاً ژند واوستا کا اُرون (URVAN) رگ وید کے اُر سے مشتق ہے اور آہُو رمزد بھی رگ وید کے اُریشور سے مشتق ہے لیکن ان دونوں کے تلفظ میں غالب ایرانی اثر کی وجہ سے تبدیلی آئی ہے اور کہیں کہیں ایرانی اثر کی وجہ سے مفہوم میں بھی تبدیلی آئی ہے اور یہ تبدیلی دونوں جگہ آئی ہے۔ مثلاً رگ وید کا دیو (DEV) ایران میں شیطان کے معنی میں استعمال ہونے لگا اور اوستا کا اَہورا (اَہُور) سام وید اور یجروید میں اَسُر ا (اسُر) میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ زمانے کی ایک گردش کے بعد ایران میں ہند یوروپی آریا (INDO EUROPIAN ARYA) اس دور تک ہند ایرانین آریا (INDO IRANIAN ARYA) کہلانے لگے تھے۔ رگ ویدی اندر (INDRA) پہلوی (پارسی) زبان میں انگرا (INGRA) میں تبدیل ہو گیا۔ انگرا کے معنی شیطان کے ہیں۔ پہلوی زبان میں یم زندگی اور انسانیت کا سب سے بڑا اظہار یہ بن گیا۔ جو کہ بعد میں پارسی ادب میں جم میں تبدیل ہو کر جمشید میں بدل گیا ہے۔ جامِ جمشید کا استعمال جدید فارسی ادب سے مستعار اُردو ادب میں بھی استعمال ہونے لگا ہے جب کہ یہ یم لفظ ویدک ادب میں موت کا فرشتہ ہے۔

اُر (उर): (उर्जा) روحانی توانائی، (चिद्) شاہدانہ ہوش و آگہی، अन्त:)، فؤاد (شاہدانہ ہوش و آگہی کی قیام کے جگہ) (चिदम्बरम) (प्रकाश) روشنی، (दिव्य आलोक) نور۔

اُم (उम): (परम उर्जा) الوہی توانائی، (परम चिद्) اشہد شعور و آ گہی، (परम चिदम्बरम) اشہد شعور و آ گہی کا مرکز، (परमात्मा) روحِ اولیٰ، (परम चेतना) نورِ عظمیٰ۔

اُور (ऊर): (उर्जा) روحانی توانائی، (चिद्) شاہدانہ ہوش وآ گہی (चिदम्बरम) فؤاد (شاہدانہ ہوش وآ گہی کے قیام کی جگہ)، (अन्तः प्रकाश) روشنی، (दिव्य आलोक) نور ۔

اُوم (ऊम): (परम उर्जा) الوہی توانائی (परम चिद) اشہد شعور و آ گہی (परम चिदम्बरम) اشہد شعور و آ گہی کا مرکز، (परमात्मा) روحِ اولیٰ، (परम चेतना) نورِ عظمیٰ۔

اور (ओर): (पंचमुखी उर्जा) کامل بیدار روح کے داخلی آفاق کی پنج رُخی روحانی توانائی، روحِ آفاق کی متلاشی ہوتی ہے، (चिद्) شاہدانہ ہوش و آ گہی، (चिदम्बरम्) فؤاد (شاہدانہ ہوش وآ گہی کے قیام کی جگہ)، (अन्तः प्रकाश) روشنی، (दिव्य आलोक) نور ۔

اوم (ओम्): (परम उर्जा) الوہی توانائی (परम चिद्) اشہد شعور وآ گہی (परम चिदम्बरम) اشہد شعور وآ گہی کا مرکز، (परमात्मा) روحِ اولیٰ، (परम चेतना) نورِ عظمیٰ۔

اُردو (روح کو جاننا) خُدا کو جاننا ہے۔ عرفانِ روح عرفانِ اللہ ہے۔ معرفتِ نفس معرفتِ روح آفاق ہے۔ انڈو ایرانین آریا نے جب ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھا تو اُن کے رشیوں (عارف باللہ) کے دانش اور بینشی پس منظر میں

محولہ بالا روحانی صداقتیں روشن ومنوّر تھیں۔ اس مقدّس ذہنی پس منظر میں اُنھوں نے لفظ 'اُردو' کا استعمال کیا تھا۔ جس کا شعوری استعمال وہ پہلوی زبان (پارسی) میں بہت پہلے سے کرتے آرہے تھے۔ ایران جانے سے قبل وہ تُرکستان گئے تھے اور وہ اُردو کو اسی رفیع ترین معنی میں استعمال کرتے تھے اور یہ اُردو لفظ رگ ویدی عہد سے دسویں صدی تک مسلسل بغیر کسی تغیّر کے استعمال ہوتا رہا ہے اور آج بھی ہو رہا ہے۔ ہندوستان کی تمام زبانیں مختلف لسانی تبدیلیوں کے ساتھ دسویں صدی میں وجود میں آئیں لیکن ویدک ادب میں استعمال کردہ لفظ اُردو، امن اور ماورائے دماغ متواتر اکیسویں صدی تک ہو بہو استعمال ہو رہے ہیں اور اُردو کی یہ مقدّس ویدی اصطلاح اکیسویں صدی کے عالمی، قومی اور مقامی پسِ منظر میں حقیقی معنوں میں بین الاقوامی محبوبیت اور مقبولیت کی امین ہوگئی ہے۔ آج پوری دُنیا سمٹ کر عالمی گاؤں میں تبدیل ہو چکی ہے اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب کا خورشید نشان اُردو عالمی گاؤں کا جاگتا جگمگاتا ہوا عالمی نشانِ امتیاز بن چکا ہے۔

اس قدیم ترین ویدی پس منظر سے اکیسویں صدی کے مابعد جدید تناظر میں نئے عہد کی تخلیقیت تک اُردو کی یہ ہر دلعزیز جوڑنے والی گنگا جمنی روح ہر عالم میں غیر مشروط انسانیت کی ہمیشہ علمبردار تھی، ہے اور رہے گی۔ لٰہذا یہ انصاف کا تقاضہ ہے کہ اُردو اصطلاح کے ضمن میں سوقیانہ لشکر، بازار اور کیمپ کی بگڑی ہوئی اصطلاح قابلِ منسوخ ہے ۔ جو تُرکی افواج اُردو کی مسخ شدہ شکل میں استعمال کرتی تھیں اور جس کو سیاسی مصلحت باختگی کے تحت ایسٹ انڈیا کمپنی کے سربراہوں نے شعوری طور پر قبول کیا اور سیاسی مصلحتوں کے تحت نہایت بدنیتی سے شب وروز تبلیغ کی لیکن یہ بے رحم

سچائی ہے کہ ہندوستان میں ہند ایرانی آریا (INDO IRANIAN ARYA) آہستہ آہستہ ہند آریائی آریا(INDO ARYAN ARYA) کہلانے لگے، گو کہ یہ ہند آریائی آریا پورے ہندوستان میں اپنے غالب تہذیبی اور روحانی اثرات کے ساتھ پھیل گئے لیکن خصوصی طور پر یہ لاہور پر کئی صدیوں تک چھائے رہے لیکن جب لاہور پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ مسلم تہذیب وثقافت کے اثرات کے باوجود بھی ہند آریائی اثرات غالب رہے۔ لہاظہ عربی اور فارسی کے بجائے پنجابی زبان کے اثرات اُردو زبان پر حاوی رہے کیوں کہ پنجابی اور اُردو کی بنیادی قواعد یکساں ہے۔ اس سورج آسا صداقت پر بلّے شاہ کا یہ گیت جو اُردو اور پنجابی کا مخلوط روپ ہے۔ وہ بھرپور روشنی ڈالتا ہے۔

ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ

نام نبی کی رتن چڑھی، بوند پڑی اللہ اللہ

رنگ رنگیلی اوہی کھلاوے، جو سکی ہووے، فنا فی اللہ

ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ

الست بربکم پیتم بولے سب سکھیاں نے گھنگھٹ کھولے

قالو بلی ہی یوں کر بولے، لا الہ الا اللہ

ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ

نحن اقرب کی بنسی بجائی، من عرف نفسہ، کی کوک سنائی

فثم وجہ اللہ کی دھوم مچائی وچ دربار رسول اللہ

ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ

ہاتھ جوڑ کر پاؤں پڑوں گی، عاجز ہو کر بنتی کروں گی
جھگڑا کر بھر جھولی لوں گی، نور محمد صلی اللہ
ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ
فانکرونی کی ہوری بناؤں واشکر ولی کہہ پیار جھاؤں
ایسے پیا کے میں بل بل جاؤں کیسا پیا سبحان اللہ
ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ
صبغۃ اللہ کی بھر پچکاری، اللہ الصمد پیا منہ پر ماری
نور نبی دا حق سے جاری، نور محمد صلی اللہ
بلہاری شاہ دی کی دھوم مچی ہے، لا الٰہ الا اللہ
ہوری کھیلوں گی کہہ بسم اللہ

دسویں صدی میں لاہور کی شاہی اور سرکاری زبان ابتدائی پنجابی زبان تھی۔ جس سے گھل مِل کر ویدی اُردو اپنے مخصوص اور منفرد ہند آریائی تہذیبی اور روحانی حسن اور معنویت کے ساتھ آہستہ آہستہ پھلتی پھولتی رہی اور اب یہی مشترکہ گنگا جمنی زبان اُردو اکیسویں صدی میں اپنی لسانی اور ثقافتی معراج پر پہنچ گئی ہے۔ یہ ہند اُردوئی ثقافت (INDO URDUIAN CULTURE) کی ویدی گہرائیوں اور اونچائیوں کی امین ہے۔ ویدک تہذیب کی عطا کردہ یہ اصطلاح اُردو آج بھی مشترکہ ہندوستانی زبان و تہذیب کا ہمہ رخی روشنی کا مینار ہے۔ یہ اُردو زبان کمالِ محبّت اور کمالِ بصیرت کا آئینہ خانہ ہے۔ دسویں صدی کے بعد پیدا تمام اہم جدید ہندوستانی زبانوں کا باہم موازنہ کرتے ہوئے پروفیسر گوپی چند نارنگ خصوصی طور پر اُردو زبان کو

تمام ہندوستانی زبانوں کا تاج محل کہتے ہیں۔

دھلی میں آنے سے پہلے تقریباً دوسو برس تک مسلمان پنجاب میں رہے۔ وہاں کی تہذیب و روایت اور بول چال کی زبان کو اپنی زندگی کا نہایت فطری طور پر زندہ اور دھڑکتا ہوا حصّہ بنایا۔ صوبۂ پنجاب کی زبان پنجابی تھی اور مسلمانوں کے پنجاب میں آمد کے بعد وہاں کی بولی میں نہایت سرعت سے تبدیلی آنا شروع ہوگئی اور مسلمان جب پنجاب سے دہلی اور الہ آباد تک گئے تو اپنے ساتھ وہ قدیم اُردو زبان کو بھی ساتھ میں اپنی ہجرت کے وقت لے گئے تھے۔ اس ضمن میں اپنے افکار وخیالات کا اظہار کرتے ہوئے حافظ محمود خاں شیرانی اپنی تصنیف ''پنجاب میں اُردو'' میں رقمطراز ہیں:

> ''اُردو دھلی کی قدیم زبان نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ دھلی
> جاتی ہے اور چونکہ مسلمان پنجاب سے ہجرت کرکے جاتے ہیں۔
> اس لیے ضروری ہے کہ وہ پنجاب سے کوئی زبان ساتھ لے گئے
> ہوں گے۔'' ۳۴

حافظ محمود خاں شیرانی اپنی تصنیف ''پنجاب میں اُردو'' میں پنجابی اور اُردو دونوں زبانوں کی پیدائش گاہ کو ایک ہی جگہ پر تسلیم کرتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے اس بیان کے سلسلے میں تاریخی دلائل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ پنجابی اور اُردو صرف و نحو کا تقابلی مطالعہ بھی کیا ہے۔ اس کے بعد ہی محمود شیرانی اپنے اس نظریہ پر پہنچتے ہیں کہ اُردو کی ولادت گاہ پنجاب ہے۔ محمود شیرانی اپنے اس خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان کی تذکیر و تانیث اور جمع اور افعال کی تصریف کا اتحاد اسی
ایک نتیجہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ اُردو اور پنجابی
زبانوں کی ولادت گاہ ایک ہی مقام ہے۔ دونوں نے ایک ہی
جگہ تربیت پائی ہے اور جب سیانی ہوگئی ہیں تب ان میں جدائی
واقع ہوئی ہے۔''۴۴

حافظ محمود خاں شیرانی کے اسی خیال کا اظہار شیر علی سرخوشؔ، جارج گریرسن،
ڈاکٹر سنیتی کُمار چٹرجی اور ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ پہلے ہی کر چکے ہیں۔ ان محققین
نے اپنے تحقیقی اور مدلّل افکار کے وسیلے سے اس خورشید نیم روزی حقیقت کو مکمّل طور
پر ثابت کر دیا ہے کہ اُردو زبان میں پنجابی پن موجود ہے۔ جب مسلمان لاہور سے
دھلی اور دھلی سے الہ آباد تک شمالی ہندوستان میں مسلمان پھیل گئے اور اپنے ساتھ جو
زبان ساتھ لے کر کے گئے وہی اُردو زبان ہے۔ ۱۹۲۶ء میں ڈاکٹر سنیتی کُمار چٹرجی
نے اپنی مایہ ناز لسانی کارنامہ'' بنگالی زبان کا آغاز وارتقاء (THE ORIGIN
AND DEVELOPMENT OF THE BENGALI
LANGUAGE) کے جلد اوّل کے مقدمہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ نواحِ
دھلی کی موجودہ بولیوں کی شناخت مسلمانوں کے داخلۂ دھلی کے وقت تک نہیں ہوئی
تھی اور لاہور سے الہ آباد تک تقریباً ایک ہی قسم کی زبان کا چلن عام تھا۔ ٹی۔ گراہم
بیلی نے بھی اس سلسے میں ان محولہ بالا حقائق کی مزید تصدیق و توثیق اے ہسٹری آف
دی اُردو لٹریچر میں کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اُردو ۱۰۲۷ء کے لگ بھگ لاہور میں پیدا ہوئی۔ قدیم پنجابی

اس کی ماں ہے اور قدیم کھڑی بولی سوتیلی ماں۔ برج سے براہ راست اس کا کوئی رشتہ نہیں۔ مسلمان سپاہیوں نے پنجابی کے اس روپ کو جو اُن دنوں دہلی کی قدیم کھڑی بولی سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ اس کو اختیار کیا اور اس میں فارسی الفاظ اور فقرے شامل کر دیے۔''۴۵

لہٰذا مولانا محمد حسین آزادؔ، خواجہ الطاف حسین حالیؔ اور موجودہ زمانے کے شمس الرحمٰن فاروقی کی یہ لسانی عصبیت اور تنگ نظری قابلِ ردّ ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی اپنی کتاب ''اُردو کا ابتدائی زمانہ'' میں اپنا یہ متعصّبانہ لسانی تصور پیش کرتے ہیں۔ جو انتہائی متنازعہ فیہہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''پرانے زمانے میں ''اردو'' نام کی کوئی زبان نہیں تھی۔ جو لوگ ''قدیم اردو'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، وہ لسانیاتی اور تاریخی اعتبار سے نا درست اصطلاح برتتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ''قدیم اردو'' کی اصطلاح کا استعمال آج خطرے سے خالی نہیں۔ زبان کے نام کی حیثیت سے لفظ ''اردو'' نسبتاً نوعمر ہے۔ اور یہ سوال، کہ قدیم اردو کیا تھی، یا کیا ہے، ایک عرصہ ہوا تاریخ کے میدان سے باہر نکل چکا ہے۔ پہلے تو یہ سوال اردو/ہندی کی تاریخ کے بارے میں نو آبادیاتی، سامراجی مصلحتوں کے زیر اثر انگریزوں کی سیاسی تشکیلات کا شکار رہا اور پھر جدید ہندوستان میں (ہندوستانی = ہندو) تشخص کے بارے

میں سیاسی اور جذباتی تصورات کی دنیا میں داخل ہوگیا۔'' ۴۶ ؎

چونکہ اس مقدمہ کی خسط اوّل ہی ٹیڑھی ہے۔ اس لیے پوری کتاب کی بلند بالا عمارت بامِ ثریا تک پہنچنے کے باوجود بھی از اوّل تا آخیر ٹیڑھی ہے۔ اسی لیے فاروقی بار بار اپنی کتاب میں ہزیانی انداز میں کہتے ہیں۔ جیسے وہ آتشِ زیر پا ہوں۔ جو ردّ تشکیل کے لائق اور قابلِ منسوخ ہے۔ ''ہندی والے ہمیشہ اُردو کو ہندی کی شیلی کہتے ہیں۔ اب اُردو والوں کو اعلانیہ طور پر ہندی کو اُردو کی شیلی کہنا چاہیئے۔'' فاروقی کے اس منفی ذہنی رویہ اور عملی برتاؤ کی استعال انگیزی، فتنہ پروری اور فساد انگیزی کے برخلاف مرزا خلیل بیگ اپنے عالمانہ مضمون 'اُردو کے آغاز و ارتقا کے نظریے' میں نہایت مثبت انداز میں یہ کہتے ہیں:

''اُس وقت ہندوؤں کی زبان کیا تھی؟ یہی 'اُردو' جس کا قدیم نام 'ہندوی' اور 'ہندی' تھا۔ اس طرح یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اُردو کے آغاز وارتقا کا سہرا صحیح معنوں میں ہندوؤں ہی کے سر ہے اور وہی اس کی پیدائش کے حقیقی ذمہ دار ہیں۔ مسلمانوں کو اُردو کی پیدائش کا ذمہ دار ٹھہرانا یا اُردو کو ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ منسوب کرنا، تاریخی اور لسانی حقائق کو جھٹلانا ہے۔ ہاں اس بات سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں نے اُردو کو نکھارنے اور چمکانے، سجانے اور سنوارنے، نیز اسے ترقی یافتہ بنانے اور ادبی و علمی مرتبے تک پہنچانے میں ایک نمایاں اور مہتم بالشان کردار ادا کیا ہے، اور آج برِ صغیر ہندو پاک کے کروڑوں

مسلمانوں کی اپنی زبان بن چکی ہے۔'' ۲۷؎

ابتدائی زمانے سے اُردو کے ادبی منظر نامہ پر نہایت قد آور ہندو شعرا موجود رہے ہیں۔ جن کے تذکرے کے بغیر اُردو ادب کی کوئی بھی تاریخ مکمّل نہیں ہو سکتی ہے۔ ان میں نمایاں ترین شعرا زمانہ قدیم سے پنڈت چندر بھان برہمنؔ، بھارتیندو ہریشچندر، پنڈت دیا شنکر نسیمؔ، شنکر دیال فرحتؔ، سورج نرائن مہرؔ، شیو برت لال ورمنؔ، پنڈت برج نرائن چکبستؔ، دُرگا پرساد سہائے سرورؔ، منشی نوبت رائے نظرؔ اور مرثیہ نگار چھنو لال دلگیرؔ وغیرہ ہیں۔ جدید دور کے نمایاں ترین شعرا میں تلوک چند محرومؔ، آنند نرائن مُلاؔ، جوشؔ ملسیانی، عرشؔ ملسیانی، رگھو پتی سہائے فراقؔ گورکھپوری، منچندا بانیؔ، راما نند ساگر، گلزارؔ، کُمار پاشی، آزاد گلاٹی، بلراج کومل، ستیہ پال آنند، گلشن کھنہ، ش۔ک نظام، پرتپال سنگھ بیتابؔ، پروین کُمار اشکؔ، عزیز پریہار، کرشن کُمار طورؔ، عازمؔ گوروندر سنگھ کوہلی، جینت پرمار اور چندر بھان خیال وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ عظیم ترین ہندو داستان گو، ناول نگاروں اور افسانہ نگاروں میں عہد ساز داستان ساز ناول نگار پنڈت رتن ناتھ سرشارؔ، منشی پریم چند، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، مہندر ناتھ، سرلا دیوی، رام لعل، سریندر پرکاش، پریم ناتھ در، بلراج مین را، بلراج ورما، کرتار سنگھ دگّل، پریم ناتھ پردیسی، سدرشن، جوگیندر پال، مزاح نگار کنہیا لال کپور، دیوان بریندر ناتھ ظفر پیامی، منورما دیوان، اُپیندر ناتھ اشک، بلونت سنگھ، یوگیندر بالی، گیان سنگھ شاطر اور جتندر بلّو اور عظیم ڈرامہ نگار ریوتی ثرن شرما وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ ہندو جیّد عالموں میں پنڈت سندر لال، ڈاکٹر تارا چند، ڈاکٹر بھگوان داس، دیا نرائن نگم (ایڈیٹر زمانہ)، نند کشور وکرم (ایڈیٹر عالمی ادب) اور ڈاکٹر تارا چرن رستوگی

وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔نامور ہندو محققین وناقدین میں پنڈت برج موہن دتاریہ کیفی، مالک رام، ماہرِ غالبیات کالی داس گپتا رضا، پروفیسر گیان چند جین، پروفیسر گوپی چند نارنگ، ماہرِ اقبالیات پروفیسر جگن ناتھ آزاد، ماہرِ پریم چندیات مانک ٹالہ، رام لعل نابھوی، ڈاکٹر حکم چند نیّر، عابد پیشاوری، م۔م۔راجندر، راجندر بہادر موج، راج بہادر گوڑ اور ڈاکٹر نریش وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اُردو زبان کا سفر ویدک عہد سے اکیسویں صدی کے مابعد جدید تناظر میں نئے عہد کی تخلیقیت تک متواتر خوب سے خوب تر کی تلاش میں کوشاں ہے۔

باب سوم

اُردو میں ویدوں، اُپنشدوں اور اُن سے متعلق تصنیفات وتالیفات کی تعداد

اُردو میں اب تک دستیاب وید پر مشتمل مطبوعات کی تعداد ۶۴ ہے۔ جو حسب ذیل ہے:

ا۔ ویداور قرآن کا مقابلہ:

اُردو میں وید پر مرکوز یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ جس کے مصنف مرزا غلام احمد ہیں اور یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں اسلامیہ پریس لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ جس کا نمبر ACC 13988 ہے۔ مرزا غلام احمد کی یہ نثری تخلیق ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے وید اور قرآن کا تقابلی موازنہ پیش کیا ہے۔ مرزا غلام احمد اپنے تاثرات کا اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"آریہ سماج والے جو خدا کے الہام اور کلام کو وید پر ختم کیے بیٹھے ہیں۔ وہ بھی عیسائیوں کی طرح قرآن شریف کی بے نظیری سے انکار کر کے اپنے وید کی نسبت فصاحت و بلاغت کا دعویٰ کرتے ہیں۔"

(ص : ۵)

۲۔ وید کا دھرم پرچار:

اس کتاب کو رائے ٹھاکر دتّ دھون نے ۱۸۹۵ء میں لکھا اور منشی نول کشور، لکھنو سے شائع کرایا۔ یہ کتاب ۳۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جو خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24304 ہے۔ یہ نثری تخلیق ہے۔ اس کتاب کے چار ابواب ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

(۱) آریہ سماج کا کرتویہ　(۲) آریہ سماج کا مغربی تعلیم

(۳) ویدک دھرم کی فضلیت　(۴) وید پرچار کی تجویز

۳۔ صبح اُمید:

منشی رام جگیاسو کی کتاب ۱۸۹۸ء میں ست دھرم پرچارک، جالندھر سے چھپی ہے۔ یہ کتاب رضا لائبریری، رام پور میں دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ۲۷ ہندومت اُردو ہے۔ اس کتاب میں وید کے متعلق مذہبی و فلسفیانہ خیالات کو پیش کیا گیا ہے۔ منشی رام جگیاسو اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"آریہ سماج کا یہ دعوا ہے کہ سب ودیاؤں کے بھنڈار چاروں وید

ہی ہیں۔ پراچیں کال سے رشی مہاتما ویدوں کی مہما کو ظاہر
کرتے آتے ہیں۔"

(ص: ۷)

۴۔ یجروید:

لالہ نوندہ پرشاد گپتہ کی کتاب ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC34467 ہے۔ اس میں یجروید کے ۱۱ ادھیائے سے ۲۵ ادھیائے تک کے منتر اور ان کی تشریح ہے۔ اس کتاب کے آٹھویں ادھیائے میں "اس جگت اوتپتی میں کتنے کارن ہیں" کی بابت لکھا ہے کہ:

"یہ جو چونتیس آٹھ سو گیارہ رودر، بارہ آدت اندر پرجاپت اور
پرکتی تاگے کے سمان سکھ اتپن کرنے والے یگ کو پھیلاتے ہیں یا
جوانّ وغیرہ اوتم پدارتھوں سے اس جگت کو کرتے ہیں اُن کے کیے
ہوئے الگ الگ یگیہ کرم کو ست کریا یا ست بانی سے اکٹھا کرتا
ہوں اُسی یگیہ وِدوان ٹھیک طور پر جانیں۔"

(ص : ۱۴۴)

اس کتاب میں مصنف ایک جگہ "شادی کے وقت کیسے کیسے اقرار کرنے چاہیئے" کے متعلق لکھا ہے کہ:

"بواہ کے وقت جس زنا کاری وغیرہ چھوڑنے کے نیم کریں اُس

سے خلاف کبھی نہ ہوں کیوں کہ مرد جب بواہ کے وقت عورت کا
ہاتھ پکڑتا ہے تب ہی مرد کی سب چیزیں عورت کی سب چیز بن
مرد کی سمجھی جاتی ہیں۔ جو مرد اپنی بیاہتا عورت کو چھوڑ دوسری
عورت کے پاس جاوے یا عورت دوسرے مرد کی خواہش کرے تو
وہ دونوں چور کی طرح پاپی ہوتے ہیں۔ اس لیے بغیر عورت کے
مشورہ کیے مرد اور بغیر مرد کے مشورہ کے عورت کچھ بھی کام نہ
کریں۔ یہی عورت مردوں میں باہم محبّت بڑھانے والا
طریقہ ہے اور حرام کاری کو کبھی خیال میں بھی نہ لاویں۔''

(ص : ۲۲۸)

۵۔ مجموعہ اُپنشد:

بابو پیارے لال کی کتاب ودیا ساگر پریس، علی گڑھ سے ۱۹۰۰ء میں چھپی ہے۔ بھارتی بھون لائبریری، الہ آباد میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر 9/17 ہے۔اس کتاب میں بارہ اپنشدوں کا ترجمہ مع تشریح کے کیا گیا ہے۔ بارہ اُپنشد حسب ذیل ہیں:

ایتریے اُپنشد ، ارشن یجرویدی، تیتریہ اُپنشد، ایس اُپنشد، کٹھ بلی اُپنشد، برھدارن اُپنشد، کین اُپنشد، پرشن اُپنشد، چھاندوگیہ اُپنشد، منڈک اُپنشد، مانڈوکیہ اُپنشد، جوگ اور تارک اُپنشد۔

۶۔ برہم سوتر یا ویدانت سوتر:

بھوانی پرساد کی یہ کتاب ۱۹۰۰ء میں شائع ہوئی۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 90668 ہے۔ بھوانی پرساد اس کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:

"دیو جان مارگ کر کے برہم لوک جاتا ہے۔ ان کی آورتی (واپسی) نہیں ہوتی بلکہ برہم لوک کو بھوگ بھوگ کر جپ کے ساتھ مکت ہوتا ہے۔ فقط۔" (ص: ۳۰۸)

۷۔ رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا:

۱۹۰۲ء میں سوامی دیا نند سرسوتی کی یہ کتاب مفید عام پریس لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب کتاب کا نمبر HL 9543 ہے۔ اس کتاب میں جگہ جگہ سنسکرت کے اشلوک درج ہیں اور ان کی تشریح کی گئی ہے۔ سوامی دیا نند سرسوتی لکھتے ہیں کہ:

"اے منور بالذات خالق جہاں و مالک کائنات! ہمارے تمام دکھوں، عیبوں اور جہالت کو دور کیجئے اور جو ہماری بہبودی بہتری اور راحت کی بات ہو۔ وہ ہمیں عطا کیجئے۔"

(ص: ۲۴۰)

۸۔ ویدک تثلیث:

اس کتاب کو شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا، پنجاب نے رفاہ عام پریس، لاہور

سے ۱۹۰۶ء میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ مین موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 24330 ہے۔اس کتاب میں کہیں کہیں ویدک منتر سنسکرت زبان میں درج ہے۔ کتاب کے آخر میں مصنف نے لکھا ہے کہ:

"یہ فخر ویدک دھرم کو حاصل ہے کہ جس کے ذریعہ سے اول ہی اول نوع انسان پر ان صداقتوں کے ابتدائی علم اور اس علم کو درجہ حق الیقین تک پہنچانے کے اُپیوگ، نیموں اور سادھنوں کا انکشاف ابتدائے آفرینش میں بذریعہ الہام ہوا۔"

(ص : ۱۶)

۹۔ ویدوں کی تعداد:

بشیر شاہ کوٹی نے یہ کتاب ۱۹۱۱ء میں حق پریس، دھلی سے چھاپا ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود اس کتاب کا نمبر ACC 24312 ہے۔بشیر شاہ کوٹی نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ:

"ستیارتھ پرکاش سمولاس ۷ میں وبھومکا صفحہ ۶ میں ویدوں کی پیدائش کے عنوان سے سوامی جی نے ویدوں کی تعداد کے متعلق چند حوالے درج کیے ہیں۔"

(ص : ۳)

۱۰۔ ویدانت کلپدرم:

اس کتاب کو شیو برت لال ورمن نے ۱۹۱۱ء میں سرسوتی بھنڈار، لاہور سے

شائع کیا ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ جس کا نمبر ACC 35130 ہے۔ویدانت کلپدرم میں شیو برت لال ورمن لکھتے ہیں کہ:

"دنیا دراصل سبب اور نتیجوں کا مجموعہ ہے۔ جو کچھ کیا جاتا ہے۔ وہ کرم ہے۔ تم کوئی کام کرو۔ کوئی بات کہو۔ کوئی بات سوچو۔ یہ سب کرم ہی ہے۔"

(ص : ۷)

۱۱۔ رگ وید آدی بھاشیہ بھومیکا:

لالہ تولا رام نے اس کتاب کو ۱۹۱۴ء میں یونین سٹیم پرنٹنگ ورکس، لاہور سے طبع کرایا ہے۔ رضا لائبریری، رام پور میں دستیاب اس کتاب کا نمبر 113 ہندو مت اُردو ہے۔ اس کتاب میں رگ وید کے منتروں کا بیان مع تشریح کے کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں لالہ تولا رام رقمطراز ہیں:

"اے منور بالذات خالق جہاں و مالک کائنات ہمارے تمام دکھوں، عیبوں اور جہالت کو دور کیجئے اور جو ہماری بہبودی اور راحت کی بات ہو وہ ہمیں عطا کیجئے۔"

(ص : ۲۲۲)

۱۲۔ وید آنو وچن:

اس کتاب کو باوا نگینا سنگھ بیدی نے آفتاب تجارت صوبہ دھلی سے ۱۹۱۴ء

میں شائع کیا۔ یہ کتاب بھارتی بھون لائبریری، الہ آباد میں دستیاب ہے۔ جس کا نمبر 9/28 ہے۔ اس کتاب میں تین ابواب ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

(ا)۔ مقصد وید مقدس: اس باب میں ۹ ذیلی ابواب ہیں۔

(۲)۔ علم مکاشفہ میں: اس باب میں ۹ ذیلی ابواب ہیں۔

(۳)۔ مقید اور مطلق کے بیان میں: اس باب میں ۳ ذیلی ابواب ہیں۔

۱۳۔ یجر وید کا اُردو ترجمہ دوسرا ادھیائے:

اس کتاب کو پنڈت روپ لال جی نے ۱۹۱۷ء میں لکھا ہے۔ برقی پریس، دھلی سے یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 24384 ہے۔ اس کتاب میں یجر وید کے دوسرے ادھیائے سے ۳۴ اشلوک کی تشریح کی گئی ہے۔ اس کتاب میں پنڈت روپ لال لکھتے ہیں کہ:

"پرماتما نے اس دوسرے ادھیائے میں جس میں ۳۴ منتر ہیں مفصلہ ذیل اصولوں کے متعلق اُپدیش دیا ہے۔"

(ص : ۵)

۱۴۔ ویدک ہند:

مولوی حمید احمد انصاری کی یہ کتاب ۱۹۲۳ء کو دارالطبع جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد سے شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 37134 ہے۔ کتاب رگ وید پر مشتمل ہے۔ اس

کتاب میں ۱۲ ابواب ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) گارستان مشرق
(۲) آریہ
(۳) ہمارے معلومات کے ماخذ
(۴) وید
(۵) رگ وید کے قدیم دیوتا
(۶) امرت کا متھنا
(۷) رگ وید
(۸) رگ وید۔ چھوٹے اور زمانہ بعد کے دیوتا
(۹) رگ وید۔ ابتدائی تاریخ
(۱۰) ہندوستان میں طوفان کا قصہ (متسیا اوتار)
(۱۱) رگ وید۔ قربانی
(۱۲) رگ وید۔ آفرینش عالم، فلسفہ۔

تبصرہ

اس کتاب میں مولوی حمید احمد انصاری نے اپنے خیالات و تاثرات کا اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ہم رگ وید کے زمانہ کے بعد کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا ہم اسی آسان راہ پر چل رہے ہیں اور کوئی بیّن تغیر نہیں ہوا۔''

(ص :۳۳۶)

۱۵۔ ویدمت اور قربانی :

اس کتاب کو خواجہ غلام الحسنین نے ۱۹۲۳ء میں مصباح الاسلام واعظ پریس، لکھنو سے شائع کرایا۔ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ اس کتاب

کا نمبر ACC 24311 ہے۔اس کتاب میں مصنف نے لکھا ہے کہ:

''بانی آریہ سماج اور آریوں کے سرتاج رشی۔ مہرشی 108 سوامی دیانند جی مہاراج جن کو آئندہ بغرض اختصار 'سوامی جی' کے نام سے یاد کریں گے آریوں کے قول کے مطابق اس زمانہ میں ویدوں اور شاستروں کے لاثانی پنڈت ہوئے ہیں۔''

(ص : ۳)

۱۶۔ وید بھگوان کی حقیقت اور قرآن کی کیفیت:

مدن موہن لال کی یہ کتاب ۱۹۲۳ء میں گردھرا سٹیم پریس، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ جس کا نمبر ACC 34047 ہے۔اس میں وید اور قرآن کے حوالوں سے بات کہی گئی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں مصنف رقمطراز ہیں کہ:

''معزز ناظرین اب آپ پر ویدک بھگوان کی حقیقت اور قرآن کی کیفیت روشن ہوگئی ہوگی۔ راقم وید کی حقیقت کی نسبت یہ کہہ کر کہ 'خود غلط املا۔ انشا غلط' اپنے مضمون از سرتاپا غلط اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اوم شم۔''

(ص : ۵۶)

۱۷۔ ویدانت:

رام موہن رکھی کیش نے اس کتاب کو ۱۹۲۴ء میں لکھا ہے۔ یہ کتاب

لاجپت رائے اینڈ سنز تاجران کتب، لاہور سے چھپی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے یہ کتاب حاصل ہوسکتی ہے۔ جس کا نمبر ACC 34001 ہے۔ یہ کتاب وید پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں حسب ذیل ابواب ہیں:

ایشور وچار، جیو آتما وچار، پرکرتی یا مایا کیا ہے، جگت اتپتی، ستھتی، پرلے وچار، ویدانت اور اس سمے کے آچار یہ، مہاواک اور ویدانت، پھنکر (متفرق) اوستھا، بھومکا، اوتار، چار پرکار کی مکتی وغیرہ وغیرہ، انتم نویدن (آخری کلمات) وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔

۱۸۔ ویدوں کے ظاہری کندہ:

اس کتاب کو پنڈ سیتھ دیو جی کی یہ کتاب سلیمانی پریس، بنارس سے ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ جس کا نمبر ACC 24320 ہے۔ کتاب وید پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے لکھا ہے کہ:

> ''اس سے قبل میں اہل ہنود کی ایشوری کتب نامی کتاب میں اس امر کو مدلل طور پر ثابت کر چکا ہوں کہ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق وید، سلوک، کلپ رہسیہ اور اُپنشد وغیرہ کئی قسم کی علمی کتابیں ایشور سے ظاہر شدہ تسلیم کی جاتی ہیں۔''
>
> (ص: ۷)

۱۹۔ تحقیق آریا:

محمد سلطان صاحب کی یہ کتاب ۱۹۲۶ء میں ایم۔ کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے ہمدست ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر HL 6549 ہے۔ اس کتاب میں آریہ قوم کی تواریخ، قدامت وید کا ابطال، ویدوں کی حقیقت، رگ وید، اتھر وید، ویدوں کی اندرونی حالت اور ویدوں کے کارنامے وغیرہ کا بیان ملتا ہے۔

۲۰۔ ویدوں کی حقیقت:

اس کتاب کو مولوی احمد حسین خاں نے ۱۹۲۷ء میں لکھا ہے۔ یہ کتاب محبوب الیکٹرک پریس، دھلی سے شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے اور اس کا نمبر ACC 24327 ہے۔ یہ کتاب دوسری جلد ہے۔ اس کتاب کی ابتدا مصنّف نے ان الفاظ میں کی ہے کہ:

"نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم:

جن رشیوں پر وید کا الہام آریہ مانتے ہیں وہ انسان تھے۔"

(ص : ۹)

۲۱۔ یجر وید کا اُردو ترجمہ:

اس کتاب کے مترجم مولوی عبدالحق صاحب ہیں اور ۱۹۲۷ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ رضا لائبریری، رام پور میں یہ کتاب موجود ہے۔ جس کا نمبر ۱۴ ہندو مت اُردو ہے۔ اس کتاب میں یجر وید کا ترجمہ بہت ہی خوبصورت اور فنّی طریقے سے کیا گیا ہے۔ مولوی عبدالحق نے لکھا

ہے کہ:

"ہندو ذخیرہ تعلیمات میں ویدوں کا درجہ مسلمہ طور پر باقی تمام کتب پر فائق سمجھا جاتا ہے۔ گو ان کی تعداد کی تعین میں مختلف ہندو فرقوں میں اختلاف ضرور ہے۔"

(ص: ۱۱)

۲۲۔ ایش اُپنشد:

شریمان پرمارتھی کی یہ کتاب ۱۹۳۰ء میں منظور عام پریس، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 58010 ہے۔ اس کتاب میں ۱۸ منتروں کی تشریح کی گئی ہے۔ ایش اُپنشد رسالہ سکھ ساگر کے ذریعہ شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں مصنف نے لکھا ہے کہ:

"شمپورن آرش گرنتھوں میں اُپنشدوں کا درجہ بہت ہی اونچا ہے۔"

(ص: ۷)

۲۳۔ کین اُپنشد:

یہ کتاب شریمان پرمارتھی نے ۱۹۳۰ء میں الیکٹرک پریس، لاہور سے شائع کرایا ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے یہ کتاب حاصل ہوسکتی ہے۔ جس کا نمبر ACC 58010 ہے۔ اس میں منتروں کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ کتاب رسالہ سکھ ساگر کے ذریعہ شائع کیا گیا ہے۔ شریمان پرمارتھی لکھتے ہیں کہ:

"جگت کے پرپنچ (دھندے) چھوڑ کر اپنے مالک (برہم) کو

اننیہ بھگتی کے ساتھ کھوج کرے۔ اسی کی بھکتی کرے۔ اوم

شانتی۔شانتی۔شانتی۔"

(ص : ۷۶)

۲۴۔ کٹھ اُپنشد:

اس کتاب کو سوامی شری بھولے بابا جی نے ۱۹۳۰ء میں لکھا ہے اور یہ کتاب الیکٹرک پریس، لاہور سے چھپی ہے۔ جو خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 58010 ہے۔اس کتاب میں کٹھ اُپنشد کے منتروں کی تشریح کی گئی ہے۔کٹھ اُپنشد رسالہ سکھ ساگر کے ذریعہ شائع ہوا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے لکھا ہے کہ:

"بہت ہی پراچین زمانے میں ارون نامی ایک بہت ہی تیجسوی رشی تھا۔"

(ص : ۷)

۲۵۔ کٹھ اُپنشد:

شریمان پرمارتھی جی کی یہ کتاب جنوری ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش، پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ جس کا نمبر ACC 58010 ہے۔یہ اُپنشد رسالہ سکھ ساگر کے زیراہتمام شائع ہوا۔ مصنف نے کٹھ اُپنشد کی اہمیت اور افادیت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"جو برہم کا اُپدیش کرتا ہے وہ بھی ورلا ہی ہے اور جو برہم کا

اُپدیش کا لینے والا بھی ورلا ہی ہے۔ (ص : ۱۴۲)

۲۶۔ پرشن اُپنشد:

فروری ۱۹۳۱ء میں شریمان پرمارتھی جی نے اس کتاب کوشائع کرایا ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے اور اس کتاب کا نمبر ACC 58010 ہے۔اس کتاب میں پرشن اُپنشد کے منتروں کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ درج ہے کہ:

"ہے پربھو ! تیری کرپا درشٹی رات دن ہر وقت ماتا کی طرح میری رکھشا کرے۔ اوم تت ست اوم تت ست اوم تت ست۔"

(ص: ۷۶)

۲۷۔ صبح آفرینش (ویدوں کی روشنی میں):

۱۹۳۱ء میں سید محمد رضوی تسکین کی یہ کتاب فیض آباد پریس، محلّہ مینا گنج، فیض آباد سے شائع ہوئی ہے۔ الہ آباد یونیورسٹی کی لائبریری میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر 250-U/26 ہے۔اس کتاب میں جنّت اور دوزخ کی بابت کہا گیا ہے کہ:

"اندر سے مناجات کی جاتی ہے کہ جو آپ کے پرستار کو ایذا پہنچائے اس کو قعر کے طبقۂ اسفل میں پھینک دیجئے۔ اتھروو وید میں گنہگاروں کے مسکن کا نام نرک لوک لکھا ہے۔ جنّت نور ہے اور دوزخ ظلمت۔وشنو پران میں لکھا ہے کہ "جنّت وہ ہے جہاں دل کو راحت نصیب ہوتی ہے اور دوزخ وہ ہے جہاں دل کو

تکلیف اور ایذا پہنچتی ہے۔ اسی لئے بدی کو دوزخ اور نیکی کو جنّت کہتے ہیں۔"

(ص : ۱۷۸)

اس کتاب میں ایک جگہ سید محمّد رضوی تسکین صاحب نے ہندو سماج کے چار ورنوں (ذات) برہمن، کشتری، ویش اور شودر کی بابت بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ مصنّف نے اس ضمن میں بڑے ہی والہانہ اور عالمانہ انداز میں لکھا ہے کہ:

"وہ جو پاک ہے، جسے ریاضتوں نے مقدّس بنا دیا ہے اور جس کو وید بخوبی دستگاہ حاصل ہے، جو مذہبی مراسم کو ادا کرتا ہے، پاکیزگی کے رسوم مکمّل طریقہ سے بجالاتا ہے۔ جو نذر کا بقیہ حصّہ کھا سکتا ہے، جو مذہبی پیشوا کا والِہ وشیفتہ ہے، دن رات متابعت مذہب میں منہمک رہتا ہے اور صداقت کا پجاری ہے ایسے شخص کو برہمن کہتے ہیں۔ برہمن صداقت، آزادخیالی، بے آزاری، حیا اور رحم کا مجسمّہ ہوتا ہے۔ جو شاہانہ فرائض کی انجام دہی میں سرگرم ہے اور ویدوں کے مطالعہ میں بھی سرشار نظر آتا ہے اور جسے بذل وعطا میں خاص لطف حاصل ہوتا ہے اسے چھتری کہتے ہیں۔ جو مویشیوں کے خیال میں مست ہے اور زراعت کے فرائض انجام دیتا ہے، وید کا بھی مطالعہ کرتا ہے اور اُس کا باطن پاک ہے، اُسے ویش کہتے ہیں اور جو ہر قسم کے کھانے کا عادی ہے اور جس کا باطن کثیف ہے اور جس نے وید کو پس پشت ڈال دیا ہے اور ادائے

مراسم مذہبی کا پابند نہیں، اُسے روایات کی بنا پر شودر کہتے ہیں۔ویدوں سے لے کر اتہاس تک میں نے کل کتابوں کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔متضاد بیانوں پر ایک تنقیدی نظر ڈالنے کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عہد عتیق میں ہندوؤں میں ذاتوں کی تقسیم نہ تھی،صرف رگ وید کے پُرش سوکت میں اس تقسیم کا حوالہ ہے۔سوا اس سوکت کے ویدوں میں اور کوئی تذکرہ تفاوت مدارج کا نہیں پایا جاتا۔"

(ص : ۶۵،۶۴)

۲۸۔ ویدک پرارتھنا پستک:

سوامی دیانند کی یہ کتاب ۱۹۳۲ء میں ویدک پستکالیہ، لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے ہمدست ہوسکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24314 ہے۔اس کتاب میں تین ابواب ہیں۔ ویدک پرارتھنا پستک، بھجن سنگرہ اور آنند سنگرہ۔

۲۹۔ ویدانت درشن:

سوامی درشنا نند جی کی یہ کتاب راجپال اینڈ سنز، لاہور سے ۱۹۳۴ء میں چھپی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 35047 ہے۔اس کتاب میں ویدانت کے فلسفہ کو بہت ہی فنی خوبصورتی اور فنی لطائف کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

۳۰۔ کٹھ اُپنشد:

اس کتاب کو سوامی درشنا نند جی نے ۱۹۳۷ء میں مفید عام پریس، لاہور سے شائع کرایا ہے۔ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24159 ہے۔اس کتاب میں کٹھ اُپنشد کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ سوامی درشنا نند جی نے لکھا ہے کہ:

"تپ ودیا سپھل ہوتی ہے۔ جس سے ادھیاتمک آدھی دیوک۔آدھی بھوتک دکھوں کی شانتی ہوتی ہے۔ اوم شم۔"

(ص : ۱۲۸)

۳۱۔ پیام راحت یعنی ایشا واسیہ اُپنشد کے پہلے آٹھ کا مع شرح ترجمہ:

بھاگ مل سائینی کی یہ کتاب الیکٹرک پریس، جالندھر سے ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئی ہے۔ رضا لائبریری، رام پور میں یہ کتاب موجود ہے۔ جس کا نمبر 128 ہندومت اُردو ہے۔اس کتاب میں ویدک منتروں کے تراجم پیش کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں ۱۱ ابواب ہیں۔ اُپنشدوں کے آٹھوں منتروں کا لب لباب، اُپنشدوں کا بیخوفی اور طمانت دینے والا مہا منتر، اُپنشدوں کی پھلواڑی کا نفیس ترین پھول، زندگی کی سچائیاں اور پرسرور زندگی کے گُر وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں یہ شعر درج ہے:

میری ہستی میں یکتائی دوئی ہرگز نہیں بنتی

سوا میرے نہ تھا ہو گا نہ ہے یہ رمز عرفاں ہے

(ص : ۳۶۸)

۳۲۔ وید کا سدھانت:

اس کتاب کو لالہ رام پرساد جی نے ۱۹۴۰ء میں گپت پریس، دھلی سے شائع کرایا ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24322 ہے۔اس کتاب میں ایک جگہ درج ہے کہ:

''لوگ کہتے ہیں کہ ایشور ہے لیکن جب یہ دکھائی نہیں دیتا تب کیسے مان لیا جائے کہ ایشور ہے۔''

(ص : ۱۱)

۳۳۔ آنند حقیقت:

مولوی حبیب الرحمن شاستری کی یہ کتاب ۱۹۵۸ء میں انجمن ترقی اُردو ہندی، علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے۔ الہ آباد یونیورسٹی کی لائبریری میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر 250-U/53 ہے۔اس کتاب میں ۱۸ منتروں کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اس میں ویداور اُپنشد لفظ کی بناوٹ، تصنیف کا زمانہ، اُپنشدوں کی عظمت، رامانج اچاری، نمبکا چاری، مدھواچاری، بلبھا چاری وغیرہ پر خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مولوی حبیب الرحمن شاستری رقمطراز ہیں کہ:

''اس لیے اے دیو! جزا ملنے کے لیے تو ہم کو اچھے راستہ سے لے

چل اور تو ہمارے ٹیڑھے اور ریاکاری کے کاموں کو بالکل مٹا
دے تاکہ ہم صاف اور ستھرے ہو کر اپنے مقصود تک پہنچ جائیں۔
اس سلسلے میں ہم تیرے لیے بہت ہی زیادہ آداب پیش کرتے
ہیں۔" (ص : ۱۲۰)

۳۴۔ تاریخ ویدی لٹریچر:

اس کتاب کو حکیم احمد صاحب نے ۱۹۶۰ء میں لکھا ہے۔ یہ کتاب سینٹرل لائبریری، الہ آباد سے ہمدست ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر 294.09HAK/T ہے۔ یہ کتاب ۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے لٹریچر کی اہمیت، ویدی لٹریچر، رگ ویدی مضامین، رگ وید کے دیوی دیوتا اور اس کی شاعرانہ تخیل، متفرق دیوی اور دیویاں، مراسم شادی و غم، رگ ویدی زمانہ کے ملکی اور سماجی حالات، سام وید، یجر وید، اتھر وید اور اُپنشد وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ مصنّف نے لکھا ہے کہ :

"ایک رگ وید سے اور دوسرا یجر وید سے متعلق ہے۔ ان میں
رسوم کے ادا ہونے کے اوقات اور موسم ظاہر کیے گئے ہیں اور ان
کی کوئی علمی یا ادبی قدر و قیمت نہیں ہے۔"

(ص : ۲۷۱)

۳۵۔ ویدانت درشن:

سوامی بھولا ناتھ شرما نے اس کتاب کو لکھا ہے۔ یہ کتاب چوپڑہ پرنٹنگ

پریس، جالندھر سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ جس کا نمبر ACC 33999 ہے۔اس کتاب میں مصنّف نے لکھا ہے کہ:

> ''مہرشی ویاس دیو جی ویدانت درشن کی رچنا کرتے ہوئے اس پہلے سوتر میں برہم کی ضرورت کو جتاتے ہوئے ہر منشیہ کے واسطے برہم جگیاسا ضروری جزو سمجھتے ہیں۔''

(ص : ۷)

۳۶۔ ویداوراس کی قدامت:

اس کتاب کو اکبر شاہ خاں نے ۱۹۶۹ء میں ادارہ شہادت حق، دھلی سے شائع کرایا۔ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 75652 ہے۔ اس کتاب میں وید کی قدامت، آریہ لوگ ہندوستان کے قدیم باشندے نہیں ہیں، سنسکرت اور فارسی زبان کا تعلق، قدامت وید کے دعوے کا کوئی مؤید نہیں، وید اپنی نسبت کیا کہتے ہیں، کیا ویدوں کی تعلیم ہر زمانے کے لیے دستورالعمل بن سکتی ہے، وید کیسے وجود میں آئے وغیرہ وغیرہ موضاعات پر بحث کی گئی ہے۔ ایک جگہ مصنّف نے لکھا ہے کہ:

> ''انسان کو اپنی زندگی دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جل کر بسر کرنی پڑتی ہے۔ اسی لیے اس کو مدنی الطبع کہا جاتا ہے۔''

(ص : ۵)

۳۷۔ اُپنشد گیان امرت:

بخشی نرشنگھ داس کی یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں شنکر ویدانت گرنتھالیہ، جالندھر سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 23757 ہے۔ یہ تیسری جلد ہے۔ اس میں وید کے ۱۹ منتروں کے تراجم پیش کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنّف نے لکھا ہے کہ:

''اکھل برہمانڈ میں جو کچھ جڑ چیتن روپی جگت ہے۔ یہ سب کچھ ایشور سے ویاپت ہے۔ اسے تیاگ پوروک بھوگ کرو۔ اس میں آسکت نہ ہو۔ یہ دھن کس کا ہے۔''

(ص : ۷)

۳۸۔ رگ وید اور اُپنشد کی روشنی:

اس کتاب کو ڈاکٹر شکیل الرحمٰن صاحب نے لکھا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں عصمت پبلیکیشنز، سری نگر، کشمیر سے شائع ہوئی ہے۔ الہ آباد یونیورسٹی کی لائبریری میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کا نمبر 250-U/48 ہے۔ اس کتاب میں رگ وید اور اُپنشد کا بیان ملتا ہے۔ رگ وید کی اہمیت اور افادیت پر زور دیتے ہوئے ڈاکٹر شکیل الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ہندوستان کے لوگوں کے خیالات کے ارتقاء کو سمجھنے کے لیے رگ وید کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ ایک تاریخی دستاویز بھی ہے

اور فلسفیانہ خیالوں کا دلکش مجموعہ بھی۔ اس کے نغموں اور بھجنوں
اور دعاؤں میں بڑی سادگی، صفائی، پاکیزگی اور مٹھاس بھی ہے۔
آواز کا ترنم اور آہنگ دل کو چھو لیتا ہے۔ انسانی تہذیب کی صبح
میں جو خوشبو اور تازگی، روشنی اور دلکشی تھی، وہ رگ وید میں موجود
ہے۔ انسان نے پہلی بار دُنیا کو حیرت اور محبت سے دیکھا تھا۔
دُنیا کی تمام چیزوں کے بارے میں سوچا تھا اور اپنے جذبات کو
پیش کیا تھا۔ "رگ وید" صدیوں سینہ بہ سینہ چلا ہے، بہت
پُرانے سوچنے والوں اور رشیوں کے دلکش اور دِل میں اُتر جانے
والے نغموں، منتروں اور بھجنوں کو لوگ یاد کر لیتے تھے، انھیں یاد
رکھنے اور ان کی روشنی میں ساری دُنیا اور کائنات کو پہچاننے کا دور
صدیوں میں پھیلا ہوا ہے۔ "رگ وید" کی "تحریری صورت"
بہت بعد میں سامنے آئی ہے۔"

(ص : ۴۵، ۴۶)

اُپنشدوں کی بابت اپنے خیالات و تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر
شکیل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ:

"ہندوستان کے یہ مقدّس خیالات صدیوں قیمتی دولت کی طرح
ایک نسل کے بعد دوسری نسل تک آئے ہیں۔ اس خزانے کو
انسان نے اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے۔ ان خیالات کی
سچائیاں ہی زندہ ہیں اور زندہ رہیں گی۔ یہ دلکش اور خوبصورت

اور دل میں اتر جانے والی سچائیاں کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔
اُپنشدوں میں جو سچائیاں ہیں وہ ابدی اور لافانی ہیں۔ ویدوں
اور اُپنشدوں کے متعلق مشہور سوچنے والے میکس مولر نے غلط نہیں
کہا ہے کہ زندگی اور کائنات کی حقیقتیں اور سچائیاں پہلی بار انسان
کی زبان میں پیش ہوئی ہیں۔"

(ص : ۹۷)

اُپنشدوں کی اہمیت، افادیت اور وقتی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اپنے
عالمانہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر شکیل الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

"اُپنشدوں کی دولت ساری انسانیت کے لیے ایک بڑی میراث
ہے۔ ابتداء سے اب تک انسانی زندگی کی روح اور اس کے عمل کو
قدم قدم پر پہچاننے کی ضرورت ہے۔ اُپنشدوں کی روشنی سے
'فرد' اور زندگی کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی اور آج کی کشمکش کی
زندگی کو یقیناً قرار اور سکون ملے گا۔ ماضی کے ایسے عمدہ، مقدّس
اور اعلیٰ تصوّرات سے جب رشتہ ٹوٹ جائے گا تو وہی ہوگا جو آج
ساری دُنیا میں ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس ماضی کو ایک بار
پھر پہچان لیا جائے، ساری انسانیت کے لیے اس ماضی کی نئی
دریافت کی جائے۔"

(ص : ۱۰۳)

۳۹۔ ایش اُپنشد:

وینکٹ راؤ نے اس کتاب کو ۱۹۷۶ء میں لکھا ہے۔ یہ کتاب رضا لائبریری، رام پور میں موجود ہے۔ اس کتاب کا نمبر 135 ہندومت اُردو ہے۔ اس کتاب میں ایشو پنشد کے منتروں کا ترجمہ بہت ہی عام فہم زبان میں کیا گیا ہے۔ مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"سب کے ساتھ مل کر ایک ہوجانا۔ توحید کی یہ بھی ایک شکل ہے۔"
(ص : ۱۱۲)

۴۰۔ ارمغان ویدالمعروف رام راج (حصّہ اوّل):

عبدالرحمٰن صدیقی کی یہ کتاب ۱۹۷۸ء میں مکتبہ جاالحق، کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 50310 ہے۔ اس کتاب میں ویدوں کی نفرت انگیزی، ویدوں میں برہمن کا مرتبہ، ویدوں کی خدا پرستی، ویدوں کے انسانی خدا، روح پرستی، دیوتاؤں کی بیویاں، ویدوں کے گیان وغیرہ موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں عبدالرحمٰن صدیقی رقمطراز ہیں کہ:

"غلامی کی تاریخ عبرت ناک ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ غلامی تہذیب کے ساتھ چل رہی ہے۔ جہاں تہذیب ہے وہاں غلامی بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔"
(ص : ۱۱)

مصنّف نے ایک جگہ اور لکھا ہے کہ:

''آج سے چار ہزار سال پہلے کی جہالت کا زمانہ نہیں ہے جو عوام آپ کے دیوتاؤں اور راکششوں سے ڈر کر آپ کے آگے سر نگوں ہو جائیں۔''

(ص : ۲۰۸)

۴۱۔ منڈک اُپنشد:

اس کتاب کو شیو برت لال ورمن نے ۱۹۷۹ء میں خلاصی گوڑہ سکندر رانا، آندھرا پردیش سے شائع کرایا۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں موجود ہے۔ جس کا نمبر ACC 63699 ہے۔ اس کتاب میں منڈک اُپنشد کا بیان ملتا ہے۔ شیو برت لال ورمن نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ:

''منڈک دو لفظوں منڈ (سر) اور ک (برہمہ) سے بنا ہے۔ سر میں برہمہ کو دھارن کرنا منڈک ہے۔ یہ میرا اپنا ذاتی خیال ہے۔''

(ص : ۷)

ایک جگہ مصنّف نے لکھا ہے کہ:

''انگرا رشی سے چلا ہے۔ قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ جس نے شرو ورت کو پورا نہیں کیا۔ وہ اسے نہ پڑھتا ہے۔ نہ پڑھ سکتا ہے اور نہ پڑھنا چاہیے۔''

(ص : ۱۱۲)

۴۲۔ ویدک دھرم سوامی دیانند سرسوتی کے نقطۂ نظر سے:

خالد حامدی کی یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں ادارہ شہادت، دھلی سے شائع ہوئی ہے یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے ہدست ہوسکتی ہے اور اس کتاب کا نمبر ACC 68841 ہے۔ اس کتاب میں سوامی دیانند سرسوتی نے اپنے اجمالی تعارف، ویدک دھرم کے ماخذ، ویدک دھرم کی بنیاد، ویدک دھرم میں خدا کا تصوّر، تخلیق کائنات اور خدا، طریقۂ عبادت اور ارکان دین، چار آشرم (منازل حیات) اور نظام حکومت وسیاست کا بیان کیا گیا ہے۔اس کتاب میں درج ہے کہ:

> ''انیسویں اور بیسویں صدی میں جہاں علوم وفنون کے ارتقاء اور نت نئی ایجادات سے جہالت کے پردے چاک ہوئے اور انسانی کے اوہام وخرافات سے نجات پا کر عقل وخرد کی فضا میں سانس لی وہیں ایک ٹریجڈی یہ رونما ہوئی۔''
>
> (ص : ۵)

۴۳۔ وید کا تعارف:

محمد فاروق خاں نے اس کتاب کو ۱۹۸۴ء میں لکھا ہے۔ یہ کتاب جمال پرنٹنگ پریس، دھلی سے چھپی ہے۔ خدابخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 33815 ہے۔اس کتاب میں ویدک دھرم، ویدوں کی حالت، ویدوں کا زمانۂ ترتیب وتدوین، کیا وید الہامی ہیں، ویدوں

کے مضامین، مابعد الطبعیاتی مضامین، ویدک کہانیاں، وید میں درشن یا فلسفہ، ویدوں کی شارحین اور ویدوں کی تعلیمات وغیرہ موضوعات پر مفصّل بحث کی گئی ہے۔ محمد فاروق خاں صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"ویدک دھرم کی بنیاد ویدوں پر ہے۔ وید کا مصدر 'ود' ہے۔
جس کے معنی جاننا، سوچنا، موجود ہونا، غور کرنا اور حاصل کرنا
ہے۔"

(ص : ۳)

اپنے فلسفیانہ خیالات وتاثرات کا اظہار کرتے ہوئے مصنّف نے آگے لکھا ہے کہ:

"ضرورت ہے کہ اس پہلو سے ویدوں کا جائزہ لیا جائے اور
قرآن مجید کی روشنی میں ان کا مطالعہ کر کے ان کے حسن وقبح کو
نمایاں کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام مشقت طلب ہے اور اسے
کوئی مسلم اسکالر ہی انجام دے سکتا ہے۔"

(ص : ۳۱)

۴۴۔ شری ایش اُپنشد:

بھکت ویدانت سوامی پربھوپاد جی کی یہ کتاب ۱۹۸۴ء میں بھکت ویدانت بک ٹرسٹ، ممبئی سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس کتاب کا دیباچہ پروفیسر یشیہ پال بھاٹیہ نے لکھا ہے۔ اپنے دیباچہ میں پروفیسر یشیہ پال بھاٹیہ لکھتے ہیں کہ:

''ایشو پنشد کا ترجمہ کرنے کے دوران جو روحانی مسرّت مجھے
حاصل ہوئی ہے، جو آنند میں نے محسوس کیا ہے اگر اسی روحانی
مسرّت کا تھوڑا سا احساس بھی میں
اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو کرا سکوں، تو میں سمجھوں گا کہ
میں اپنی کوشش میں کامیاب ہوا اور میری محنت بار آور ہوئی۔''

(ص : ت)

اس کتاب میں مصنّف نے بڑی عالمانہ اور معنی خیز گفتگو ویدوں کے حوالے
سے کی ہے۔ مصنّف نے بڑے ہی عالمانہ انداز میں لکھا ہے کہ:

'' آپ ویدوں کو ہندو کہہ سکتے ہیں، لیکن ہندو غیر نام ہے۔
ہم ہندو نہیں ہیں۔ ہماری صحیح شناخت وڑناشرم ہے۔ وڑناشرم
سے مطلب ہے ویدوں کے پیروکار، جو انسانی سماج کو وڑن
اور آشرم کے آٹھ درجوں میں قبول کرتے ہیں۔ چار درجے
سماج کے ہیں اور چار درجے روحانی زندگی کے۔ اسے
وڑناشرم کہتے ہیں۔ یہ بھگود گیتا میں بیان کیا گیا ہے، ''یہ درجے
ہر جگہ ہیں کیوں کہ یہ خدا نے بنائے ہیں۔'' سماج کے درجہ ہیں
براہمن، کھشتری، ویش اور شودر۔ براہمن کا درجہ بڑے
عقلمند لوگوں سے تعلق رکھتا ہے، جو جانتے ہیں برہمن کیا ہے۔
اسی طرح کھشتری نظم ونسق رکھنے والوں کی جماعت ہے۔ یہ
دوسرے نمبر پر عقلمند لوگوں کی جماعت ہے۔ تب ویش تجارتی

لوگوں کی جماعت ہے۔ یہ قدرتی درجے ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ یہ ویدک اصول ہے اور ہم اسے مانتے ہیں۔ ویدک اصولوں کو بدیہی سچ قبول کیا جاتا ہے کیوں کہ یہاں کوئی غلطی نہیں ہوسکتی۔ اسے قبول کرنا ہے۔ مثال کے طور پر بھارت میں گائے کے گوبر کو پاک مانا جاتا ہے حالانکہ گائے کا گوبر جانور کا پاخانہ ہے۔ ایک جگہ آپ ویدک فرمان پائیں گے کہ اگر آپ پاخانے کو چھولیتا ہیں تو آپ کو فوراً نہانا پڑے گا لیکن دوسری جگہ یہ کہا گیا ہے کہ گائے کا گوبر پاک ہے۔ اگر آپ گندی جگہ پر گائے کے گوبر کو ملتے ہیں تو وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے۔ ہم اپنے معمولی حواس کے ساتھ بحث کر سکتے ہیں، "یہ متضاد ہے۔" حقیقت میں معمولی نقطۂ نظر سے یہ متضاد ہے، لیکن یہ جھوٹ نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے۔"

(ص : ج، چ)

۴۵۔ یجروید:

اس کتاب کو آشو رام آریہ نے آریہ پرکاش، چنڈی گڑھ سے ۱۹۸۴ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے اور اس کا نمبر ACC 57555 ہے۔ یہ کتاب چار ابواب میں مشتمل ہے۔ اس کتاب میں متن کے ساتھ یجروید کا مکمل ترجمہ ہے۔

۴۶۔ رگ وید:

آشورام آریہ نے اس کتاب کو ۱۹۸۴ء میں آریہ پرکاشن، چنڈی گڑھ سے شائع کرایا۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب موجود ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 57554 ہے۔ اس کتاب میں رگ وید کے ۱۷۶ منتروں کا متن کے ساتھ ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

۴۷۔ سام وید:

آشورام آریہ کی یہ کتاب آریہ آفسیٹ، دھلی سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب موجود ہے۔ جس کا نمبر 62160 ACC ہے۔ اس کتاب میں سام وید کے منتروں کو پہلے سنسکرت زبان میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ان منتروں کو اُردو زبان میں درج کیا گیا ہے اور ان اشلوکوں کا ترجمہ اور تفسیر بہت ہی سادہ اور سلیس زبان میں پیش کی گئی ہے۔

۴۸۔ ویداور قرآن:

اس کتاب کے مصنف لکشمن ہیں۔ کتاب دیال پرنٹنگ پریس، دھلی سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24308 ہے۔ اس کتاب میں ورن ویوستھا، برہمچریہ، دیوتا اور ملائکہ، ترک باطل اور قبول حق وغیرہ کا بیان تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے لکھا ہے کہ:

''وید میں چار ورنوں کا ودھان ہے۔ اوّل برہمن جس کا کام دھرم اور ودیا کی اشاعت کرنا ہے۔ دوسرے کھشتری جن کے ذمہ حفاظت وغیرہ کا کام ہے۔ تیسرے ویشیہ یعنی تجارت اور کھیتی والے اور چوتھے شودر جو خدمت گار ہیں۔''

(ص : ۹)

اس کتاب میں مصنّف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

''جس سے ہر قسم کی جہالت تمام انسانی مذاہب والی تفریقی اور دکھوں کا خاتمہ ہو کر سچّی ودیا کی روشنی پھیلے اور ایک ماتر بے بدل ازلی ابدی عالمگیر ایشوری دھرم میں کل انسان متحد ہو کر سکھ اور اطمینان قلب حاصل کر سکیں۔''

(ص : ۴۳۰)

۴۹۔ ایتریہ اُپنشد:

شیو برت لال ورمن کی یہ کتاب رفاہ عام پریس، لاہور سے چھپی ہے۔ یہ کتاب رضا لائبریری، رام پور میں دستیاب ہے۔ جس کا نمبر 35 ہندومت ہے۔
اس کتاب میں تین ابواب ہیں۔ ایتریہ اُپنشد میں مصنّف نے لکھا ہے کہ:

''ابتدا میں لا کلام صرف ایک آتما ہی تھا اور کچھ بھی آنکھ جھپکتا ہوا نہیں تھا۔ اُس نے سوچا میں لوگوں کو پیدا کروں۔''

(ص : ۳)

شیو برت لال ورمن نے ایک جگہ اور لکھا ہے کہ:

''وہ ایک ہے اور ساری دُنیا کا سہارا ہے۔ اُس کو جان کر وام دیو امرت ولا فانی ہو گیا۔''

(ص : ١٦)

۵۰۔ یجروید:

مصنف اور ناشر کا نام نامعلوم ہے۔ کتاب بوسیدہ و کرم خوردہ ہے۔ رضا لائبریری، رام پور میں اس کتاب کا نمبر 67 ہندو مت درج ہے۔ اس کتاب میں یجروید کے منتر سنسکرت زبان میں درج ہیں۔ اس کے بعد اس کی تشریح و تفسیر پیش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں راقم نے لکھا ہے کہ:

''جس ویا پک جگد یشور میں انگنت سر، انگنت آنکھیں اور انگنت پیر ٹھہر رہے ہیں۔ وہ بھوگول کے سب دیشوں میں چاروں طرف ہے۔''

(ص : ١)

۵۱۔ ویدانت پرویشکا:

اس کتاب کے مصنف یادو ناتھ جی ہیں۔ یہ کتاب سودلیتھو پریس، دھلی سے شائع ہوئی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے یہ کتاب ہمدست ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC24319 ہے۔ ویدانت پرویشکا میں یادو ناتھ جی رقمطراز ہیں:

''جن چیتنیہ دیو کے نیتر کھولنے سے سنسار کی اتپتی اور نیتر بند کرنے سے سنسار کا پر لے ہوتا ہے۔'' (ص : ۹)

۵۲۔ ویدکا بھید:

مولوی عبدالصمد رحمانی صاحب نے اس کتاب کو زیرِ طبع رحمانیہ، مونگیر سے چھپوایا ہے۔ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ جس کا نمبر ACC 57260 ہے۔اس کتاب میں سوامی دیانند کی تعلیم پیش کی گئی ہے جو ویدک ادب پر مشتمل ہے۔ مصنّف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

''درخت اپنے پھل سے اور مذہب اپنی تعلیم سے پہچانا جاتا ہے۔''

(ص : ۳)

۵۳۔ ویدک سندھیا:

پنجابی پستک بھنڈار سے یہ کتاب چھپی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24332 ہے۔اس کتاب میں مصنّف نے لکھا ہے کہ:

''اوم شنّو دیوی ربھشنیہ آپو بھونت پیتے شنیور بھشر ونتو نہ

ارتھ: سرو پرکاشک اور سرو ویاپک پرماتما منورتھ اور سکھ کی پراپتی کے لیے ہم کو کلیان کاری ہوں اور شانتی کی ورشا ہم پر سب طرف سے برساویں۔''

(ص : ۳)

۵۴۔ ویدوں کا بہشت:

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اس کتاب کو دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس، لاہور سے طبع کی ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب موجود ہے۔ اس کتاب کا نمبر HL 6548 ہے۔ اس کتاب میں درج ہے کہ:

"ابتدا میں نہ نیتی تھی اور نہ ہستی۔ ملت مادی اور نہ ہی اس سے پرے آسمان تھا۔ کون کسی کا احاطہ کرتا اور کون کس کو پناہ دیتا۔"

(ص : ۷)

مصنف نے ایک جگہ اپنے فلسفیانہ خیالات کو پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتلایا ہوا جنت ہے کہ جو ایک مومن کو اسی دنیا س ملنا شروع ہو جاتا ہے اور آخرت میں وہ اور بھی صفائی کے ساتھ ظاہر ہوا۔"

(ص : ۱۳۲)

۵۵۔ ویدک ایشور کی حقیقت:

اس کتاب کے مصنف حاجی رحیم بخش ہیں۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کا نمبر HL 2065 ہے۔ یہ کتاب وید پر مشتمل ہے اور پند و نصائح کا بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ویدک منتروں کا بھی جگہ جگہ بیان ملتا ہے۔ اپنے فکر آلود اور عالمانہ خیالات کو پیش کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ:

"مگر وہی ہر شئے کا خالق ہے۔ پس اُسی کی عبادت کرو اور
ہر وہ شئے کا ذمہ دار ہے۔"

(ص: ۳۲)

۵۶۔ یجروید:

اس کتاب کے مصنف دھرم پال نے اسٹیم پریس، امرتسر سے طبع کرایا ہے۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں یہ کتاب ہمدست ہو سکتی ہے۔ جس کا نمبر ACC 57673 ہے۔ اس میں یجروید کے منتروں کا بیان سنسکرت زبان میں درج ہے۔ یہ کتاب چالیس ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں ان کی تفسیر اور تشریح پیش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں دھرم پال نے لکھا ہے کہ:

"اے انسانوں! پرماتما تمام کائنات کو پیدا کرنے والا، مکمّل
جلال والا، سب سکھوں کو دینے والا اور تمام علوم کو ظاہر کرنے
والا ہے۔"

(ص: ۱۱)

مصنّف نے ایک جگہ اور لکھا ہے کہ:

"وہ سب سے بڑا ہے۔ اس کا نام اوم ہے۔ میں سب کا رکھشک ہوں۔
یہ اُسی کی طرف سے صدا ہے۔"

(ص: ۴۳۲)

۵۷۔ ویدوں کی حقیقت:

اس کتاب کو مولوی محمد ابوالمکارم بقا حسین نے تصنیف کیا ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کا نمبر ACC 49284 ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے لکھا ہے کہ:

" پنڈت دیانند جی نے ویدوں کے الہامی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور زمانہ تصنیف ویدوں کا ایک ارب 96 کروڑ آٹھ لاکھ 92 ہزار 975 کا عرصہ وید بھاش بھومکا وغیرہ میں لکھا ہے اور یہی وقت پیدائش انسان کا بھی قرار دیا ہے۔" (ص : ۳)

۵۸۔ ویدانت کی پہلی کتاب:

شیو برت لال ورمن نے اس کتاب کو رادھا سوامی کارخانہ، لاہور سے طبع کرایا۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24318 ہے۔ اس کتاب کا زیادہ تر حصہ نثر میں ہے۔ کتاب وید پر مشتمل ہے۔ کتاب میں یہ شعر درج ہے جو ویدک فلسفہ پر محیط ہے۔

بھرم دے من بتا دے بھید جتا دے من مانی
راہ دکھا دے ڈگر سجا دے پریم نگر کی مجھ گیانی

(ص : ۷)

۵۹۔ کینوپ اُپنشد:

یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے ہمدست ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24158 ہے۔ اس کتاب میں سام وید کی تلور کارشا کھا سے اشلوک اور ان کی

تشریح درج ہے۔ مصنّف نے لکھا ہے کہ:

"سرب ستیہ ابلمبی بجّن وچار شیل پریمیوں پر روشن ہو کہ یہ سام وید کی تلور کار نام والی شاکھا سمبندھی تلور کا یا کین نام سے آتم و گیان پرکاشک اُپنشد ہے۔" (ص : ۵)

۶۰۔ مانڈوکیہ اُپنشد:

منشی سورج نرائن مہر نے اس تصنیف کو سادھو پریس دھلی سے طبع کرایا ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے ہمدست ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC89933 ہے۔ یہ کتاب مانڈوکیہ اُپنشد پر مبنی ہے۔ یہ کتاب چار حصّے میں ہے۔ پہلے حصّے میں اُپنشد کا مضمون، دوسرے حصّے میں جگت چھوڑنا ہے، تیسرے حصّے میں دوئی برہم اور چوتھے حصّے میں دوئی کی شانتی ہے۔ اس کتاب کا زیادہ تر حصّہ نثر میں ہے۔

۶۱۔ اُپنشد پرکاش:

سوامی درشانند جی کی یہ کتاب لاجپت رائے پرتھوی راج ساہنی، تاجران کتب، لاہور سے طبع ہوئی ہے۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ میں دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 23782 ہے۔ یہ کتاب نثر میں ہے۔ اس کتاب میں ایش اُپنشد، کین اُپنشد، کٹھ اُپنشد، پرشن اُپنشد، پران اُپنشد، منڈک اُپنشد اور مانڈوکیہ اُپنشد کا ترجمہ ہے۔ مصنّف نے اس کتاب میں اپنے عالمانہ اور فلسفیانہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''سادھو ہی ہوسکتا ہے کہ جس کے اندر سادھوؤں کے لکشن پائے جائیں اور وہ ہائے سنسار کو سدھارنے کا پرشارتھ کریں۔ ورنہ کچا گھر چھوڑ اور پکا مٹھ بنالیا۔ کمبل چھوڑ دوشالہ اوڑھ لیا۔ ایک بیٹا چھوڑ چیلے بنالیے۔ استری چھوڑی چیلیاں بنالیں اور سب سے دھرم کا ناش کرلیا۔'' (ص : ۳۹۲)

۶۲۔ یجروید کا اُردو ترجمہ:

اس تصنیف کو لکشمن آریو پدیشک نے سٹار پریس، دھلی سے طبع کرایا ہے۔ یہ خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے ہمدست ہوسکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 24378 ہے۔ اس میں یجروید کے ۱۳۱ منتروں کی تشریح کی گئی ہے۔

۶۳۔ یجروید کا اُردو ترجمہ (حصّہ اوّل) :

منشی دیا رام جی نے اس کتاب کو رام پریس میرٹھ سے شائع کرایا۔ یہ کتاب خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کتاب کا نمبر ACC 34079 ہے۔ اس میں یجروید کے چالیس ادھیائے تک کا بیان ملتا ہے۔ سنسکرت کے اشلوک اور ان کی تشریح پیش کی گئی ہے۔ مصنّف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

''اوسکی اودیا میں انتریامی روپ سے نابود کرا اور ودیا دے۔ نیک صفت و عمل و عادات والا کر سچّا روپ دکھلا اور لوگ وگیان دے۔

تمام تکلیفوں سے چھوڑا موکش کا آرام دیتا ہے۔"

(ص : ۲۰۶)

۶۴۔ یجر وید:

اس کتاب کو دھرم پال جی نے سٹیم پریس، امرتسر سے چھپوایا ہے۔ خدا بخش لائبریری،

پٹنہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ اس کتاب کا نمبر HL 2862 ہے۔ اس کتاب میں یجر وید کے چالیس ادھیائے تک کا بیان ملتا ہے۔ یجر وید کے منتر اور ان کی تشریح پیش کی گئی ہے۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"اب انسانوں! پرماتما کائنات کو پیدا کرنے والا۔ سب سکھوں کو دینے والا اور تمام علوم کو ظاہر کرنے والا وہی سب سے پران انتہ کرن اور اندریوں کو جن سے کہ دنیا میں مختلف قسم کے اعمال کیے جاتے ہیں۔"

(ص : ۱۱)

اس کتاب میں مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"اس کا نام اوم ہے۔ "میں سب کا رکھشک برہم ہوں" یہ اسی کی طرف سے صدا ہے۔"

(ص : ۴۳۶)

حواشی

۱۔ کالکاپرساد: برہت ہندی کوش — ص ۱۲۴

وامن سورام آپٹے: سنسکرت ہندی کوش — ص ۹۷۵

۲۔ سوامی پربھوپاد: شری ایشوپنشد — ص ٹ

۳۔ رگھوناتھ وناٹک دھلیکر: چتر ویدوشیانوگامی بھاشیہ — ص ۱۱

۴۔ وشمبھر ناتھ ترپاٹھی: وید چینم — ص ۱

۵۔ نارائن سوامی: وید رہسیہ — ص ۵۲

۶۔ دیانند سرسوتی: رگ وید بھاسیہ بھاسکر — ص ۵

۷۔ راج بلی پانڈے: ہندو دھرم کوش — ص ۵۹۶

۸۔ شکیل الرحمن: رگ وید اور اُپنشد کی روشنی — ص ۴۰

۹۔ سوامی پربھوپاد: شری ایشوپنشد — ص ح اور خ

۱۰۔ غیاث الدین محمد عبدالقادر ندوی: شری کرشن اور بھگوت گیتا — ص ۲۰

۱۱۔ شکیل الرحمن: رگ وید اور اُپنشد کی روشنی — ص ۴۴

۱۲۔ رگھوناتھ وناٹک دھلیکر: چتر ویدوشیانوگامی بھاشیہ — ص ۳۳

۱۳۔ سوامی پربھوپاد: ایشو پنشد ص ح

۱۴۔ عمادالحسن آزاد فاروقی: دُنیا کے بڑے مذہب ص ۲۰

۱۵۔ دیانند سرسوتی: یجروید بھاشیہ بھاشکر ص ۱۰

۱۶۔ وشمبھر ناتھ ترپاٹھی: ویدچینم ص ۱۰

۱۷۔ رگھوناتھ ونائک دھلیکر: چتر ویدوشیانوگامی بھاشیہ ص ۱۳

۱۸۔ رگھوناتھ ونائک دھلیکر: چتر ویدوشیانوگامی بھاشیہ ص ۱۴

۱۹۔ دیانند سرسوتی: یجروید بھاشیہ بھاشکر ص ۱۲

۲۰۔ رام دھاری سنگھ دنکر: سنسکرتی کے چار ادھیائے ص ۵۲

۲۱۔ رام داس گون: ہندوتو ص ۲۱

۲۲۔ بال گنگادھر تلک: ہندی رگ وید ص ۳۰

۲۳۔ رام داس گون: ہندوتو ص ۵۱

۲۴۔ بھگوددتّ: ویدک وانگ مئے کا اتہاس (جلد اوّل) ص ۱۳۱

۲۵۔ وشمبھر ناتھ ترپاٹھی: ویدچینم ص ۱۸

۲۶۔ شری رام شرما: رگ وید بھاشیہ ص ۱۲

۲۷۔ شکیل الرحمن: رگ وید اور اُپنشد کی روشنی ص ۸۲

۲۸۔ وشمبھر ناتھ ترپاٹھی: ویدچینم ص ۱۸ اور ۱۹

۲۹۔ وشمبھر ناتھ ترپاٹھی: ویدچینم ص ۲

۳۰۔ رام داس گون: ہندوتو ص ۴۰

۳۱۔ رگھوناتھ ونائک دھلیکر: چتر ویدوشیانوگامی بھاشیہ ص ۲۱

۳۲۔ وشمبھر ناتھ ترپاٹھی: ویدچینم ص ۲

۳۳۔ رام داس گون: ہندوتو ص ۴۸

۳۴ رام داس گون: ہندوتو — ص ۵۱

۳۵ راج بلی پانڈے: ہندو دھرم کوش — ص ۴۰۰ اور ۴۰۱

۳۶ وشمبھر ناتھ ترپاٹھی: ویدچینم — ص ۲

۳۷ راج بلی پانڈے: ہندو دھرم کوش — ص ۱۹

۳۸ پنڈت چندر شیکھر اُپادھیائے

انل کمار اُپادھیائے: ویدک شبد کوش (حصہ اوّل) — ص ۳۳۹ تا ۳۴۴

کالکا پرساد، راج وللبھ سہائے

مکندی لال شریواستو: برہت ہندی کوش — ص ۱۸۱ تا ۱۸۳

وامن شِو رام آپٹے: سنسکرت ہندی کوش — ص ۲۱۷ اور ۲۱۸

ڈاکٹر اُما پرساد پانڈے: سنسکرت ہندی انگریزی شبد کوش — ص ۱۹۱ تا ۱۹۳

۳۹ پنڈت چندر شیکھر اُپادھیائے

انل کمار اُپادھیائے: ویدک شبد کوش (حصہ دوم) — ص ۶۶۹ تا ۷۳۸

کالکا پرساد، راج وللبھ سہائے

مکندی لال شریواستو: برہت ہندی کوش — ص ۵۱۴ تا ۵۴۳

وامن شِو رام آپٹے: سنسکرت ہندی کوش — ص ۴۵۳ تا ۴۸۷

ڈاکٹر اُما پرساد پانڈے: سنسکرت ہندی انگریزی شبد کوش — ص ۴۱۴ تا ۴۳۵

۴۰ ڈاکٹر اجے مالوی: شری مد بھگوت گیتا (نغمۂ یزدانی) — ص ۱۳

۴۱ جسٹس مارکنڈے کاٹجو: کالی داس غالب فاؤنڈیشن — ص ۴ اور ۵

۴۲ ایضاً — ص ۴

۴۳ حافظ محمود خاں شیرانی: پنجاب میں اُردو — ص ۱۹

۴۴ ایضاً — ص ۹۹

۴۵؎ ٹی۔گراہم بیلی: جرنل آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی ص ۳۹۱
۴۶؎ شمس الرحمن فاروقی: اُردو کا ابتدائی زمانہ ص ۱۱
۴۷؎ مرزا خلیل بیگ: رسالہ ادیب جولائی تا دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۷۴

☆☆☆☆☆

کتابیات

اُردو کتابیں

۱۔ اُردو زبان اور لسانیات	گوپی چند نارنگ	رضا لائبریری، رامپور، ۲۰۰۷ء
۲۔ اُردو کا ابتدائی زمانہ	شمس الرحمٰن فاروقی	آج، کراچی، ۱۹۹۹ء
۳۔ اُردو کی ابتدا	محی الدین قادری زور	شعبۂ اُردو، دھلی یونیورسٹی، ۱۹۸۱ء
۴۔ اُردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیاے کرام کا کام	مولوی عبدالحق	انجمن ترقی اُردو، علی گڑھ، ۱۹۶۸ء
۵۔ امیر خسرو کا ہندوی کلام	گوپی چند نارنگ	امیر خسرو سوسائٹی آف امریکا، شکاگو، ۱۹۸۷ء
۶۔ آبِ حیات	محمد حسین آزاد	عشمانیہ بک ڈپو کلکتہ، ۱۹۶۷ء
۷۔ پنجاب میں اُردو	حافظ محمود خاں شیرانی	نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۷۰ء
۹۔ تاریخ ادب اُردو	بابو رام سکسینہ	(مترجم) مرزا محمد عسکری، نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۹۴۱ء
۱۰۔ تاریخِ ادب اُردو (اوّل)	جمیل جالبی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۷ء
۱۱۔ تاریخِ ادب اُردو (دوم)	جمیل جالبی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۴ء
۱۲۔ تاریخِ ادب اُردو (پانچ جلدیں)	گیان چند جین، سیدہ جعفر	قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، دھلی، ۱۹۸۸ء

۱۳۔ خطبات عبدالحق — مولوی عبدالحق — انجمن ترقی اُردو ہند، دھلی، ۱۹۴۴ء

۱۳۔ داستان تاریخِ اُردو — حامد حسن قادری — سندھ اُردو اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۸ء

۱۴۔ داستانِ زبان اُردو — شوکت سبزواری — چمن بک ڈپو، دھلی، ۱۹۶۱ء

۱۵۔ دکن میں اُردو — نصیر الدین ہاشمی — ترقی اُردو بیورو، دھلی، ۱۹۸۵ء

۱۶۔ دُنیا کے بڑے مذہب — عمادالحسن آزاد فاروقی — مکتبہ جامعہ لیمیٹیڈ، نئی دہلی، ۱۹۸۶ء

۱۷۔ رگ وید اُپنشد کی روشنی میں — ڈاکٹر شکیل الرحمٰن — عصمت پبلیکیشنز، جواہر نگر، سری نگر کشمیر ۱۹۷۶ء

۱۸۔ شری ایشو پنشد — سوامی پربھو پاد — بھگت ویدانت بک ٹرست ہرے کرشن لینڈ، جوہو، ممبئی

۱۹۔ شری مد بھگوت گیتا — ڈاکٹر اجے مالوی — سروج پبلیکیشنز، مالوی نگر، الہ آباد، ۲۰۰۶ء

۲۰۔ لسانی تناظر — مرزا خلیل احمد بیگ — باہری پبلشرز، نئی دھلی، ۱۹۹۷ء

۲۱۔ مقدمہ تاریخ زبان اُردو — مسعود حسین خاں — سر سید بک ڈپو، علی گڑھ، ۱۹۷۰ء

۲۲۔ نقوشِ سلیمانی — علامہ سلیمان ندوی — معارف پریس، اعظم گڑھ، ۱۹۳۹ء

۲۳۔ ہندوستانی لسانیات — محی الدین قادری زور — نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۶۰ء

۲۴۔ ہندوستانی لسانیات کا خاکہ — سید احتشام حسین — دانش محل، لکھنؤ، ۱۹۷۱ء

☆☆☆☆☆

ہندی کتابیں

1• ऋगवेद भाष्य – श्री राम शर्मा

संस्कृति संस्थान, बरेली

द्वितीय संस्करण 1962

2• चर्तुवेद विषयानुगामी भाष्य – रघुनाथ विनायक धुलेकर

सिद्धेश्वर वेदान्तपीठ,झांसी

प्र0सं0 संवत 2034

3• दयानंद ऋगवेद भाष्य भास्कर – पं0 सुदर्शन आचार्य

आर्य साहित्य प्रचार ट्रस्ट

प्र0सं0 1973

4•दयानंद यर्जुवेद भाष्य भास्कर – पं0 सुदर्शन आचार्य

आर्य साहित्य प्रचार ट्रस्ट

प्र0सं0 1973

5• वेदचयनम् – विशम्भर नाथ त्रिपाठी

विश्वविद्यालय प्रकाशन चौक, वाराणसी

प्र0सं0 1980

6• वैदिक वांङ्मय का इतिहास – भगवददत्त

प्रणव प्रकाशन,नई दिल्ली

प्र0सं0 1974

7• संस्कृति के चार अध्याय – रामधारी सिंह दिनकर

उदयाचल, पटना

प्र0सं0 1970

8• हिन्दुत्व – रामदास गौड़

ज्ञान मण्डल लिमिटेड,वाराणसी

प्र0सं0 19939

9• बृहत हिन्दी कोश – कालिका प्रसाद, राज वल्लभ सहाय,

मुकुन्दी लाल श्रीवास्तव

ज्ञान मण्डल लिमिटेड वाराणसी

सप्तम संस्करण जून 2007

10• बृहत हिन्दी–हिन्दी कोश – वृजेन्द्र चतुर्वेदी,अनिल चतुर्वेदी

(प्रथम और द्वितीय भाग)

बुक्स एन बुक्स' दिल्ली

प्रथम संस्करण 2007

11• मानक हिन्दी कोश – रामचन्द्र वर्मा

भाग 1, 2, 3, 4 और 5

हिन्दी साहित्य सम्मेलन प्रयाग 2007

☆☆☆☆☆

سنسکرت کتابیں

1• ऋग्वेद – पं० श्रीराम शर्मा आचार्य

प्रथम, द्वितीय, तृतीय और चतुर्थ खण्ड

संस्कृति संस्थान, बरेली

प्रकाशन वर्ष –2006

2• यजुर्वेद – पं० श्रीराम शर्मा आचार्य

संस्कृति संस्थान, बरेली

प्रकाशन वर्ष – 2006

3• सामवेद – पं० श्रीराम शर्मा आचार्य

संस्कृति संस्थान, बरेली

प्रकाशन वर्ष – 2001

4• अथर्ववेद – पं० श्रीराम शर्मा आचार्य

(प्रथम और द्वितीय खण्ड)

संस्कृति संस्थान, बरेली

प्रकाशन वर्ष – 2006

5• संस्कृत हिन्दी कोश – वामन शिवराम आप्टे

मोती लाल बनारसी दास पब्लिशर्स

प्राइवेट लिमिटेड, दिल्ली

प्रकाशन वर्ष – 2008

6• संस्कृत–हिन्दी अंग्रेजी शब्दकोश – डॉ० उमा प्रसाद पाण्डे

कमल प्रकाशन, नई दिल्ली

प्रकाशन वर्ष – 2008

انگریزی کتابیں

1. A Dictionary English and Sanskrit — Sir Monier Williams
   Akhil Bhartiya Sanskrit Parishad
   Lucknow [1957]
2. A History of the Urdu Literature — T.Grahame Bailey
   London [1932]
3. A History of Urdu Literature — Prof. Muhammad Sadiq
   OUP,New Delhi [1984]
4. A House Divided : The Origin and Development of Hindi/Hindavi — Amrit Rai
   OUP [1984]
5. A Text Book of Urdu in Roman Sctipt — Major Willatt
   OUP, Madras [1941]
6. Cambridge History of India Vol. I — Hopkins
7. Discovery of India — Pt. Jawahar Lal Nehru
   Signet Press, Calcutta [1946]
8. Encyclopaedia Brittanica
   Vol. XXII [1956]

9. History of Indian Literature Vol. I [1927]	Winternitz
10. History of Urdu Literature Sahitya Akademy, New Delhi [1993]	Ali Jawad Zaidi
11. India : A Ployglot Nation and its Linguistic Problems vis a vis National Integration,Mahatma Gandhi Research Centre,Mumbai[1973]	Suniti Kumar Chatterji
12. Journal of the Royal Asiatic Society Calcutta [1930]	T. Grahame Bailey
13. Kalidas-Ghalib Academy for Mutual Understanding, KalidasGhalib Foundation, New Delhi [2009]	Justice Markandey Katju
14. Linguistic Survey of India Vol.I,Part,Central Publication Branch,Calcutta [1927]	Sir George Abraham Grierson
15. One Language, Two Scripts : The Hindi Movement in Nineteenth Century India,OUP,Bombay[1994]	Christopher King
16. Religious Literature of India	Fukurhar
17. Standard English Hindi Dictionary Hindi Sahitya Sammelan Prayag Allahabad [1998]	Satya Prakash Balbhadra Mishra
18. Studies in North Indian Languages	T. Grahame Bailey

Lund,Humphreys and Co.,London

[1938]

19. The Origin and Development of the Bengali Language,Calcutta [1926] — Suniti Kumar Chatterji

BOOKS OF DR. AJAI MALVIYA

1. Urdu Mein Hindu Dharm	Rs.500/-
2. Urdu Seikhen	Rs.50/-
3. Prem Chand Swaneh Ba Tasvir	Rs.54/-
4. Shrimad Bhagwat Geeta (Naghm-E-Yazdani)	Rs.200/-
5. Vadic Adab Aur Urdu	Rs.200/-